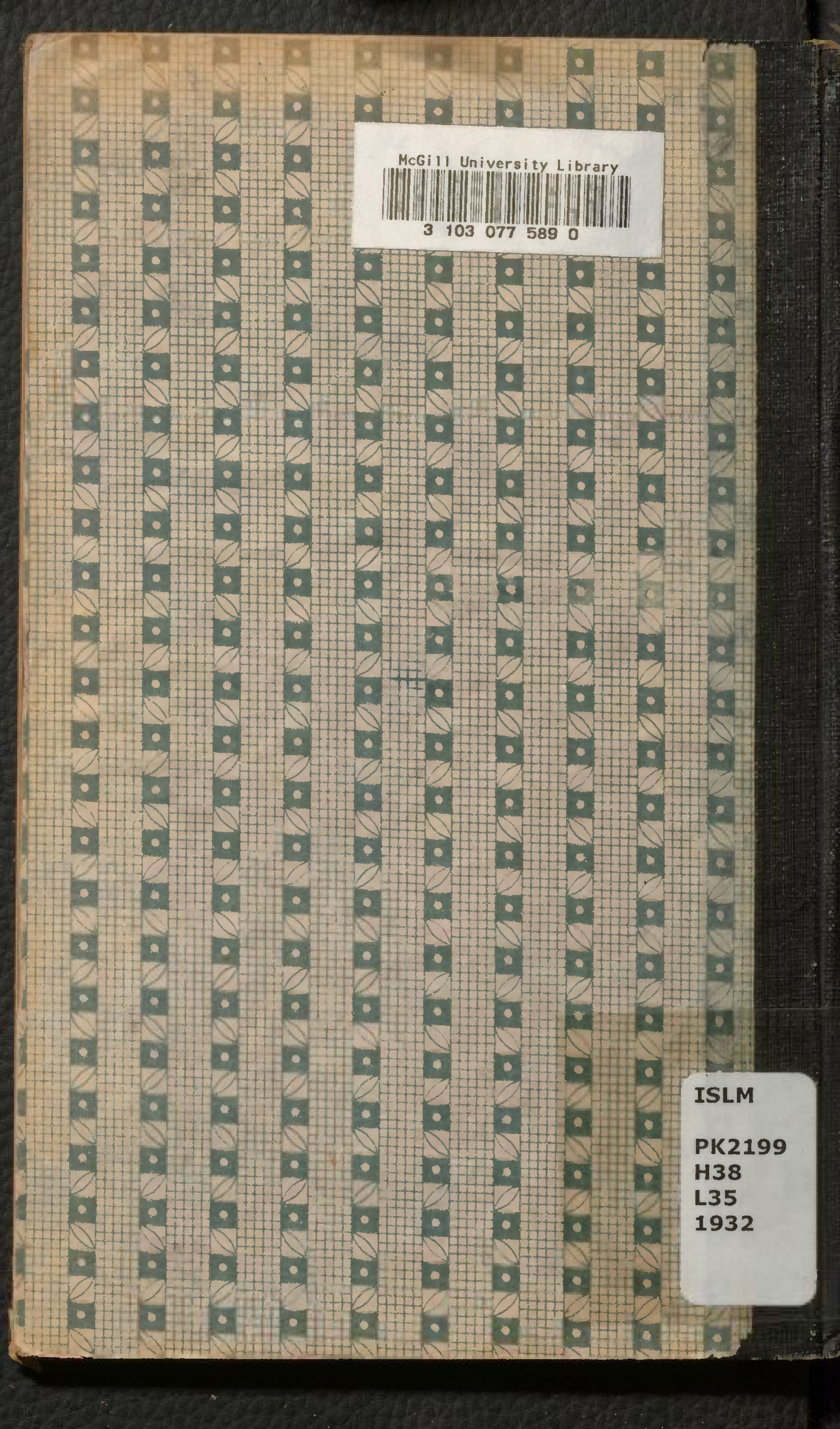
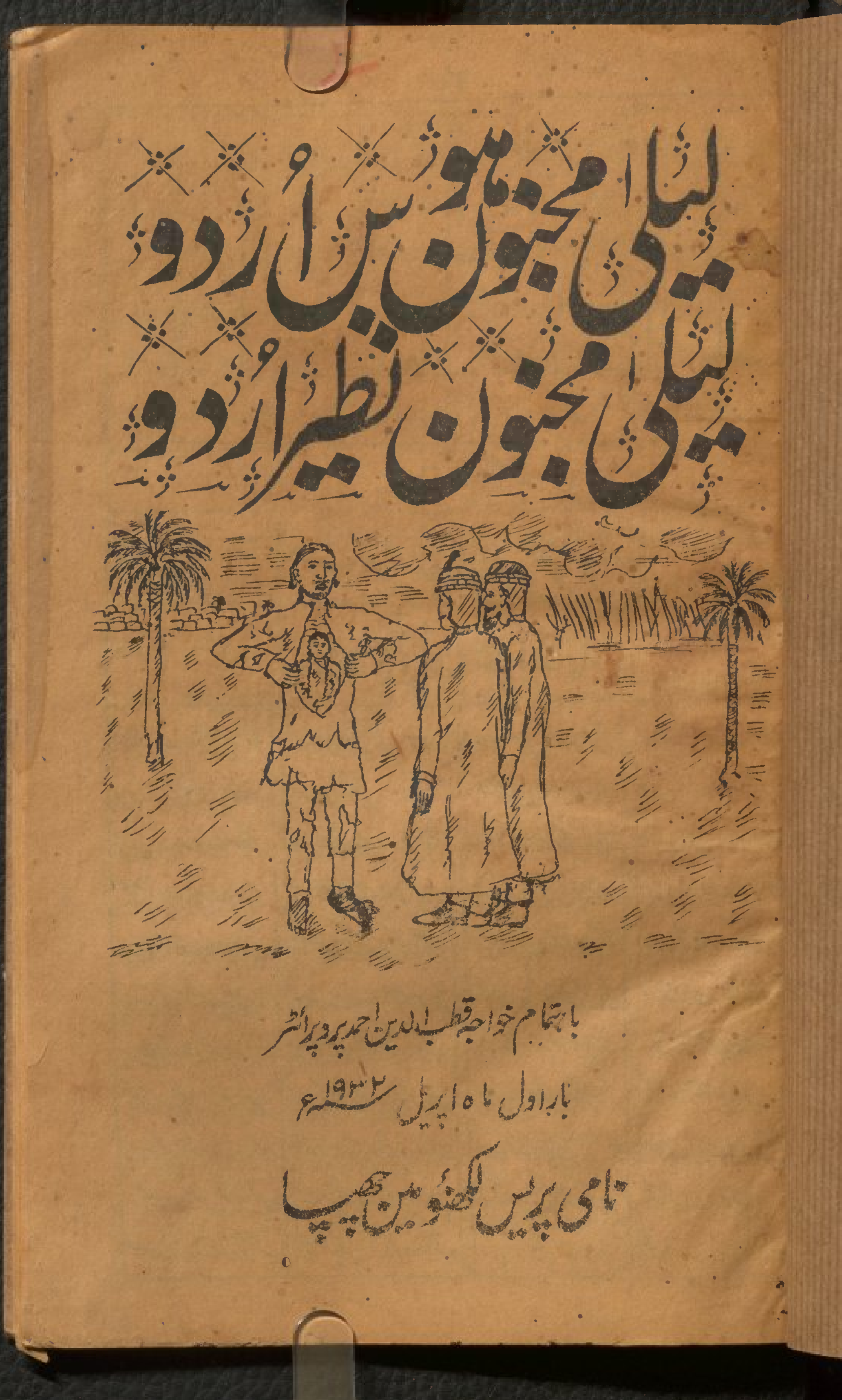


McGill University Library
3 103 077 589 0
ISLM
PK2199
H38
L35
1932





لیلیٰ مجنوں مومن اردو

لیلیٰ مجنوں نظیر اردو

باہتمام خواجہ قطب الدین احمد پروپرائٹر

بار اول ماہ اپریل ۱۹۳۲ء

نامی پریس لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ باریِ عزّ اِسمہٗ

اے کاشف سر عشق جانسوز — زینت دہ شمع محفل افروز
در دل مرغ خوش ترانہ — آب رُخ گلشن زمانہ
ترتیب دہندہ تو ہے سب کا — پیرایہ ہے تجھ سے روز و شب کا
ہم منشی صد نکات تو ہے — ہم ناظم کائنات تو ہے
ہر چند کہ تو ہے لاابالی — ہے صنع سے تیری کون خالی
پنہان تجھے سامنے ہے پیدا — پوشیدہ جو ہے تجھے ہے ہویدا
ہر چند کہ مدرکہ در آیا — یان تیرے سوا کوئی نہ پایا
رحمٰن و رحیم نام تیرا — ہے کعبۂ دل مقام تیرا
اے مرہم زخم سینہ سوزان — دے صبح اُمید تیرہ روزان
سرگشتہ ہے عقل تیری ثنا مین — ہے تو نہ تجھی سے ہر دم مین
صنعت سے بنائے یہ کواکب — جو شب کو ہین نمود روز غائب

دے در محیط جاودانی — سرچشمۂ آب زندگانی
رنگ چمن و بہار تجھ سے — جوش گل و لالہ زار تجھ سے
اے کارکشائے بستہ کاران — مقصود دل امیدواران
ہے کعبہ و دیر مین ترا شور — موران ضعیف کو ترا زور
ہر آن مین تو ہے عالم الغیب — ہے واقف راز سب کا لاریب
آگاہی ہے تجھکو بغض دل کی — واقف ہے تو تہ سے آب و گل کی
سرمست مے الست ہے تو — بے آئینہ خود پرست ہے تو
عشرت دہ غم رسیدگان ہے — بخشندہ آفریدگان ہے
اس کنہ کو تیری کس نے پایا — افلاک کو بے ستون بنایا
کر کے ورق فلک کو پیدا — کیا کیا اس پہ کیا ہویدا
در پردہ نہین ہے نور تیرا — ہر راہ مین ہے ظہور تیرا

عرفان تشنہ تجھی سے آوے / جو بات نہ سمجھے تو سمجھاوے
اے خضر رہ شکستہ پایان / دے توشۂ راہ بینوایان

ہرچند کہ بے نمود ہے تو / پر عین طلسم بود ہے تو
مومن کافر تجھی سے ہین شاد / ہے کعبہ و دیر تجھ سے آباد

دل گرم رکھے ہے سنگ تجھسے / ہر گل میں ہے آب و رنگ تجھسے
تیری ہی جھمک ہر آئینہ ہے / تو عکس ہے عالم آئینہ ہے

ہر شے مین اگرچہ تو عیان ہے / پر تاب نظر ہمین کہان ہے
انسان کف خاک سے بنایا / اک قطرے کو بحر کر دکھایا

دی مایۂ عقل و ہوش تونے / بخشے ہمین چشم و گوش تونے
دولت یہ کسے کسو نے بخشی / نعمت ہمین جو کہ تو نے بخشی

زاد دربیان حمد ہیہات / رو کر ہوس اب سنو مناجات
درپیش ہے عشق کا فسانہ / اب کیجئے دعاے عاشقانہ

مناجات

یارب میرے سر مین شوق درد و غم رکھ / بیغم مجھے صاحب الم رکھ
ہوتا رہے درد میرے دلمین / بیچینی ہو میری آب و گل مین

تڑپون غم دل کی کاہشون سے / دو دن جان ہزار خواہشون سے
وابستہ ہو درد میرے دم سے / رگ رگ مین خلش ہو نیش غم سے

را کرون سر پہ دست افسوس / ہو داغون سے سینہ رشک طاؤس
ابر غم عشق سر پہ برسے / ریزان رہین اشک چشم تر سے

جون شمع نت آگ مین جلے دل / ہر شب تب ہجر سے گلے دل
تن کاہش غم سے زرد ہووے / سینے مین تمام درد ہووے

ب زندگانی نت درد و الم سے مین کراہون / اس لطف بغیر کچھ نہ چاہون
جلتا رہے غم سے داغ دل کا / افسردہ نہو چراغ دل کا

لالہ زار تجہ ہو تونسے نت آہ سرد نکلے / ہر بات مین میری درد نکلے
غم سے رہے میرے دلکو شادی / خواہش ہو قبول و نامرادی

ل امیدوار اب چھلکے مئے غم سے جام دل کا / ناکامی سے نکلے کام دل کا
رنگین ہو جیب اشک خون سے / ہو جائے یگانگی جنون سے

نہ یچ جنون کی ہو سمائی / ہم پا ہو مرے برہنہ پائی
آشفتہ ہو طبع دل پریشان / صد چاک ہو جیب تا بدامان

ہو قیس صفت بحال غربت / ہون بادیہ گرد دشت وحشت
جب تک ہے دست خار باقی / دامن کا رہے نہ تار باقی

گرد در دنہ کوئی پاس ہووے / عریانی تن لباس ہووے
یعنی وہ اگر نہ در درون ہو / تہ گرد کی جامہ برون ہو

ہون تیز زبان کا مین نشانہ / سر کھینچے ہر آہ سے زمانہ
ہو جوش جنون کا دل مین سودا / پانون کو خوش آوے راہ صحرا

ہرگز نہ ہو پاس ننگ ناموس / ہون دشت کے وحشیون سے مانوس
جوشان پھرون مثل سیل ہر سو / روتا ہون ہر شجر کے آگو

تا زمین ہر آبلہ ہو اس طور / انجم ہو تہ ہلال جس طور
صحرا مین مرے قدم کی دولت / پیدا کرین خار رنگ گل کی رنگت

فسانہ ہوس غم کا بیحد / اب کر تو خیال نعت احمد
شبدیز قلم کی باگ کو پھیر / لکھنے مین بس اسکے تو نہ کر دیر

نعت حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

جو لوح بنے قلم کے قابل
ہے نعت نبی رقم کے قابل
گر نعت کی ہو نہو سخن مین
جنبش نہ کرے زبان دہن مین

وہ سرور خلق فخر آدم
شاہنشہ کشور دو عالم
وہ منشی دفتر شریعت
دانائے رسالہ رسالت

سر دفتر ممکنات ہے وہ
شیرازۂ کائنات ہے وہ
وہ صورت رحمت آلہی
زینت دہ تخت و تاج شاہی

کیا اسکی صفت بیان کرون مین
پوشیدہ ہو تو عیان کرون مین
جسکو کہے آپ ایزد پاک
لولاک لما خلقت الافلاک

ہے اس سے جہان مین روشنائی
آباد اسی سے ہے خدائی
مالک جن و بشر کا ہے وہ
مختار خدا کے گھر کا ہے وہ

وہ شافع انس و جان ہے بیشک
وہ ہادی مومنان ہے بیشک
وہ تخت نشین قاب قوسین
دا جس نے کیا طلسم کونین

تحقیق وہ سب کا پیشوا ہے
محبوب جناب کبریا ہے
وہ حاکم عرصۂ جہان ہے
پیغمبر آخر الزمان ہے

وہ عالم علم اولین ہے
وہ مظہر نقش آخرین ہے
گل خو سے ہو لہے اسکے بویا
بلبل سنگ زبان بریدہ گویا

معراج کی اسکی شب جب آئی
گردون کو گیا وہ باصفائی
پھر وانسے پھرا جو مثل سیماب
تھا گرم ہنوز بستر خواب

ہین فکر مین گرچہ روز و شب ہم
اس رمز کو پا سکے ہے کب فہم
ظاہر ہے ملک پر اسکی تفصیل
داماندہ ہو وہ جس کا جبرئیلؑ

کیا ہووے بشر سے اسکی مدحت
ہو جسکا وصی شہ ولایت
جو شاہ رسل نبی حق ہے
ویسا ہی علیؑ ولی حق ہے

لکھ جاتا ہوں بصد تمنی
اب نعت کے بعد منقبت بھی

منقبت حضرت مرتضیٰ علی علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب نام علی لکھا قلم نے
وحدت کا مزہ دیا قلم نے
ہمنام خدا ہے یعنی وہ نام
ناحق کو نصیری پر ہے الزام

حامی ہے وہ دین مصطفےٰ کا
عاشق ہے وہ ذات کبریا کا
وہ زینت مسند نبی ہے
وہ محرم راز ایزدی ہے

وہ عالم علم مصطفےٰ ہے
وہ گوہر تاج انما ہے
وہ واقف سر ہر خفی ہے
وہ کاشف راز ہر جلی ہے

ہے پردۂ غیب کا وہ محرم
قائم ہے اسی سے عرش اعظم
باطن ہے وہی وہی ہے ظاہر
اول ہے وہی وہی ہے آخر

وہ مالک خاتم سلیمانؑ
شاہنشہ آدم و نبی جان
کس منھ سے کہون صفات اسکی
بیمثل جہان ہے ذات اسکی

بیشک ہے وہ شہر حلم کا در
مکشوف ہے جزو و کل اسی پر
از بس وہ خزینہ دار حق ہے
مشغول بکار و بار حق ہے

حق نے اسے رہنما بنایا
سب خلق کا پیشوا بنایا
وابستہ ہے کائنات اس سے
حل ہوتے ہین مشکلات اس سے

جس جا وہ شجاعت اپنی دکھائے
وان زہرۂ شیر آب ہو جائے

ہے عرش برین مقام اُسکا
ہے رونق لوح نام اُسکا

وہ شیر حق و شیر دلاور
اکھڑا ہے اسی سے باب خیبر

بعد اسکے حسنؑ امام ثانی
ہے کعبۂ راہ دین کے بانی

پھر ہادی راہ دین ہے سجادؑ
ہے جسکے قدم سے شرع آباد

پھر بات مین جسکے نہین شق
جعفرؑ ہے ششم امام صادق

پھر موسیٰؑ علی رضا مہ شرع
شمع رہ دین و آلۂ شرع

بعد اسکے نقی ہے صاحب علم
ذات اسکی ہے منبسط ہوا علم

پھر پیشتر از نزول عیسیٰؑ
ہین ہادی دین امام مہدیؑ

جس جا ہو نمود زور حیدر
وان کوہ ہے کاہ سے سبکتر

الحق وہی باب علم حق ہے
بیشک وہ کتاب علم حق ہے

مین کیا کہون اسکی شان و توقیر
ہے تابع حکم جس کی تقدیر

پھر وہ جو ذبیح کربلا ہے
وہ صدر نشین مرتضیٰ ہے

باقرؑ کہ امام پنجمین ہے
خود ترجمۂ کتاب دین ہے

پھر غمخوار راہ حق ہے کاظمؑ
منظور نگاہ حق ہے کاظم

پھر متقی خدا تقیؑ ہے
ہر دم اسے عشق بندگی ہے

پھر سب کا امام عسکریؑ ہے
وابستہ اسی سے دادری ہے

یارب بطفیل این دہ و دو
دن حشر کے بخشیو ہوس کو

مدح نواب وزیر الممالک سعادت علی خان بہادر

واجب ہے زبان اہل تصنیف
ہے والی ملک کی بھی تعریف

وہ صاحب مال و جاہ و حشمت
شائستۂ مسند وزارت

کیون سعد نہووے اسکا ہر کام
ہو جسکے سعادت علی نام

ہے عدل سے اسکے اک جہان شاد
سکان زمین و آسمان شاد

ہے تخت شہی کا وہ سزاوار
ہے اسکا سکندر آئینہ دار

خلق اسکا ہے خوش کن طبائع
ذہن اسکا ہے موجد صنائع

تمشی گری اسکی مین ہے چالاک
یا کلک خسرو دبیر افلاک

ہے اسکا وہ پنجۂ گہربار
ابر بارندہ بحر ذخار

جوادی یہ اسکی ہے قلم مین
جو چاہے بخشدیوے دم مین

یان قیصر روم بلکہ خاقان
ہین در پہ شاہ مثل دربان

بر حرمت دعاے عمر نواب
ہو وادی مدح سے عنان تاب

جس عہد مین جمع کرے کچھ ارقام
لازم ہے زمین کا لکھے نام

وہ کوکبۂ دار آسمان ہے
وہ زینت تاج خسروان ہے

ہے چہرۂ ملک کا وہ غازہ
احیا کرین سمہاے تازہ

ہم صاحب تیغ و قلم ہے
ہم صاحب طبل و ہم علم ہے

ہم عقل حذاقت آشنا ہے
ہم حکمت محض ذی ذکا ہے

وہ غازۂ حسن آب گل ہے
مرہم نہ زخم جان و دل ہے

جس بزم کا طبلچی ہو خورشید
رقاص بنے نہ کیونکہ ناہید

ہے تنگ دلی سے ننگ اسکو
بخشش مین نہین درنگ اسکو

اس کے در کے امیر سب گدا ہین
اس گھر کے فقیر سب بادشاہ ہین

تو مدح مین اے ہوس نہ کر کد
ہو جاوے نہ مدح تا خوشامد

یا رب ہے جہان مین تا شب و روز
ہر روز ترا ہو رشک نوروز

تجھ سے ہی رہے یہ صدر سعادت
زیبندہ یہ مسند وزارت
دشمن ترا پائمال غم ہو
جو دوست ہو مست جام جم ہو

سبب تالیف مثنوی

آگے بھی بہت سخن و تقریر
اس قصے کو کر چکے ہین تحریر
نشتر زن دل ہے یہ ترانہ
اعجاز ہے قیس کا فسانہ

اور ہے جو بیان پُر اثر ہے
جب دیکھے وہ تازہ تر ہے
مین عشق کا لیک شیفتہ تھا
اس قصر پر جی فریفتہ تھا

اکدن غم دل سے تنگ ہو کر
کہنے لگا جی ہی جی مین رو کر
بے یار ہے سخت بیقراری
دکھلائیگی کیا یہ انتظاری

موزون کچھ کرکے خوب دو من
رشتے مین سخن کے در پرو دن
چندے اسی شغل مین گذارون
نقشہ اسی قصہ کا اتارون

سو ایسی قصہ کا بیان ہے
اب یان سے شروع داستان ہے
سنجیدہ ہو گر کلام شاعر
رہتا ہے اسی سے نام شاعر

آغاز داستان

ہے مملکت عرب جو مشہور
ہے یہ اسی سرزمین کا مذکور
یعنی سردار اک وہان کا
سرحلقہ قوم عامری کا

اس شہر کا شہریار تھا وہ
مشہور بہر دیار تھا وہ
باحشمت وجاہ و کامرانی
کرتا تھا بسر وہ زندگانی

رکھتا تھا خزانہ گنج در گنج
تھی خلقت شہر اس سے بیرنج
ہر قصر و عمارت اسکی دلکش
ہر خانہ و جانگہ منقش

ہر کوچہ بہشت سے کشادہ
آبادی حد سے وان زیادہ
ہر سطح و مرغزار غبرا
ہمدوش بہ سطح بہ چرخ خضرا

ہر موج نسیم یا دگل ریز
ہر قطعۂ بوستان طرب خیز
تھا اہل کرم زبس وہ سردار
درویش تھے وانکے سارے زردار

جون ابر زبس وہ درخشان تھا
دریا بشکوہ آسمان تھا
تھی اسکی سخا سے جو زمین پر
ذرے کو ملی تھی قیمت زر

مجموعۂ جود و کان اخلاق
سردفتر انتخاب آفاق
طے ہمت حاتمی کو کر کے
دیتا تھا وہ گنج مال و زر کے

دانائے زمان بہ عقلمندی
سفاک جہان بہ تیغ بندی
ہر علم مین ماہر زمانہ
وقت سخن زبان شانہ

چالاک بفن ہوشگانی
دانندہ وزن و ہم قوانی
کام اسکا جو عدل ہر نفس تھا
فریادیون کا وہ دادرس تھا

رہتا تھا ہمیشہ شاد و خرم
جز بے خلفی نہ تھا کوئی غم
تھا ملک پر اپنے گو اسے راج
اولاد کا تھا ولیک محتاج

درویشون سے روز ملتجی تھا
زہاد سے تھا سوال اسی کا
ایسا عمل اب کوئی بتا دے
جو نخل اُمید بار لاوے

مزرع مین ہے میرے خشکسالی
جون کوئی صدف ہو در سے خالی
ہون دولت و مال سے تو خرسند
لیکن ہون پسر کا آرزو مند

تاریک نظر مین ہے زمانہ
رکھتا جو نہین چراغ خانہ
خواہش تھی غرض یہ پیروز
تا ہو شب تیرہ نور افروز

ہر صاحب کشف سے بزاری

ملتا تھا بصد امید داری
درویش نمط بادشاہی

اور خود بھی شب سیہ میں اکثر
کرتا تھا عبادت الٰہی

سجدہ میں سر نیاز رکھکر

داستان تولد شدن پسر

گذرے بدعا جب اسکو کچھ چند
تھا اتنا حسین وہ ماہ پارہ
ہوے سر رنگ صندلیں پہ
غنچے کی طرح جو تنگ تھا وہ
رمال و نجومیوں کو بلوایا
یعنی کوئی دیکھو ساعت سعد
واکرکے در خزینہ فی الحال
بیٹھا جو خوشی سے زر لٹانے
سب اہل نشاط ملکے باہم
ہر طائفہ کی تھئی تھئی سے

بخشا اسے حق نے ایک فرزند
جھپکیں آنکھیں دم نظارہ
چھائی ہوئی تھی گھٹا جبیں پر
خنداں سو برنگ گل ہوا وہ
خلعت دیے انکو از سراپا
اور نام رکھو پسر کا من بعد
انعام کیا جو تھا زر و مال
سائل لگے ہر طرف سے آنے
دینے لگے شادیانے پیہم
پھولا نہ سماتا تھا خوشی سے

صورت میں وہ طفل رشک مہتاب
ہمشکل ہلال ہر لب اُسکا
ہوتے ہی پسر کے گھر میں پیدا
حسرت سے پسر کی تھا جو پر غم
پھرا دنکو بصد خوشی سنایا
رمالوں نے جبکہ قرعہ ڈالا
تھا عیش و طرب کا دل میں جوش
مسرور ہوئی تمام خلقت
طبلے کی کمک فلک کو پہونچی
از بسکہ در کرم کھلا تھا

خورشید ہو پیش اسکا کیا تاب
ماہ کامل تھا غبغب اُسکا
سوجھی سے ہوا وہ اسپہ شیدا
صد چند ہوا وہ شاد و خرم
اسواسطے تم کو ہے بلایا
قیس ہنری لقب نکالا
باجیں تھیں خوشی کی تا بگوش
ہر کوچہ بجی خوشی کی نوبت
آواز غنا فلک کو پہونچی
خلعت وہ ہر اک کو دے رہا تھا

داستان شادی چھٹی کی

آیا جو نہی دن چھٹی کا ناگاہ
کوئی لڑکے کو جاکے دیکھتی تھی
مہمانوں کا وان ہجوم کرنا
سب پہنے لباس فاخرانہ
پاکیزہ تمام سقف و ایوان
نقاشی چھتیں وہ جب نظر آئیں
تھی چلمنوں پر بہار دونی

باہم ہوا غسل زہرہ و ماہ
کوئی شکر کے سجدے کر رہی تھی
میراثنوں کا وہ ہجوم کرنا
بیٹھے تھے قریب اہل خانہ
ہو دیکھکے جسکو عقل حیران
بہزاد کی آنکھیں کو لگجائیں
تھیں وُہ دریاں جو کلابتونی

میں کیا کہوں بات اس خوشی کی
لیتی تھی زچہ کی کوئی بلائیں
کہتی کوئی استاد شاد آئی
جس حجرہ میں وہ زچہ بنی تھی
دیوار وہیں طاق چھوٹے چھوٹے
تھے لخلخے اسمیں روشن ہر سو
آراستہ ایکطرف چھپر کھٹ

تھی دھوم محل میں جو چھٹی کی
دیتی تھی کھڑی کوئی دعائیں
اللہ نے یہ خوشی دکھائی
میں کیا کہوں نقل اس جگہ کی
ستھرائی پہ جسکے جان لوٹے
تھا جسنے وہ سب مکان خوشبو
محل حسین تمامی کی سجاوٹ

گرد اسکے تھی موتیونکی جھالر
بالیون پہ جڑے تھے لعل و گوہر

بیٹھی جو تھی وان چہ بصد ناز
مین کیا کہون اسگھڑی کا انداز

دالان سے وہ زچہ بھی بارے
اُٹھنے لگی دیکھنے کو تارے

وہ انمین جو اصیں ماہ پیکر
تلوارین نکالے ماہ پیکر

لیکن وہ زچہ بحسن و خوبی
تھی چشمہ حسن بیچ ڈوبی

پر سالک گہر سے مانگ ساری
اور ہوتی تھی سر پہ زر نثاری

تھی سرمہ سے یون وہ نرگسی چشم
جون کھینچے ہے تیغ ترک چشم

دندان وہ اسکے سلک شبنم
شبنم وہ میان غنچہ باہم

دیکھا اسکا زبین یہ حسن دلخواہ
بے نور فلک پہ ہوگیا ماہ

جلدی سے وہ ماہ دیکھ تارے
دالان مین اپنے آئی بارے

سیر اتنین گا، یا مین رہی باری
گذری وہ خوشی مین رات ساری

زربفت کی مسند اک سنہری
پاس اسکے بصد صفا بچھی تھی

جب روز گذر کے رات آئی
اور رسم فلک دیا دکھائی

زنہار قبیلہ ہو لیان ساتھ
دے دونین زچہ کے ہاتھ مین ہات

کوئی چلی بھلکے پانون دھرتی
مصحف کا زچہ پہ سایہ کرتی

سیوتی سادہ رنگ بھینا بھینا
اور منھ پہ گلاب سا پسینا

ٹیکے تھے جو خوشنا جبین پر
سب جسمین لگے تھے لعل و گہر

ہونٹون پہ فقط جو رنگ پان تھا
وہ رنگ تھا بلائے جان تھا

تھا اوسپہ جو بار ناتوانی
رکھتی تھی قدم بسر گرانی

برق نگہ اسکی جو گئی کوند
تاروں کو جو آگئی چکا چوند

انا کے تئین دیا پسر کو
مسند پہ گئی وہ بیٹھ خوش خو

داستان بمکتب نشانیدن قیس و عاشق شدن او بر لیلی

یون یان سے ہے قصہ کی روایت
یعنی کہ یہ عالم رضاعت

نخل اسکا بہ قطرہائے شبنم
بڑھنے لگا ہر گھڑی ہر اکدم

وہ دوحہ باغ شہریاری
کی شیر نے جسکی آبیاری

پانوں سے لگا وہ جبکہ چلنے
وارفتگی اک لگی نکلنے

ہمسن کئی لڑکے اسکی خاطر
رہتے تھے ہمیشہ پاس حاضر

ہوش و خرد جب اسکو آیا
مکتب مین پدر نے تب بٹھایا

پڑھتی تھین وہان سب انکے ہمراہ
اک تمت کو دختران جو ماہ

اک لڑکی بصورت پریزاد
لیتی تھی سبق بہ پیش استاد

قیس اسکی طرف نگاہ کر کے
چپ ہو گیا اک آہ کر کے

وہ تازہ نہال گلشن عیش
پلنے لگا جب بدامن عیش

رخسارہ برنگ گل ہوا سرخ
نادیدہ حنا دست و پا سرخ

گذرا جو بخیر اسپہ اک سال
ماں باپ ہوئے کمال خوشحال

گویائی مین جب ہوئی زبان تیز
کرنے لگا باتین عشق آمیز

جب سن تمیز کو وہ پہونچا
عالم ہوا کچھ سے کچھ اسکا

بسم اللہ کر کے لئے آغاز
کی ابجد عشق سے زبان باز

وہ مکتب لیبران خوشخوان
گویا تھی بہشت حور و غلمان

تھی دفتر حسن بیچ وہ فرد
لیلی اسے کہتے تھے زن و مرد

صورت جو وہ دیکھی جا رہی بلی ری
دلمین لگا تیر عشق کاری

بسم اللہ عشق کے سبق مین
پڑھنے لگا کچھ کا کچھ قلق مین

استاد پڑھاتا تھا الف با
کہتا تھا بہک کے قیس لیلا

خوانده جو اور لڑکیان تھین
آپس کے سبق مین ہم زبان تھین

تھے زمزمہ خوان جو کودک چند
سر ڈالے ہوئے زبیم آخوند

پڑھتا کوئی بیت سوے لیلی
یہ محو کتاب درسے لیلی

سب رٹے کئے کرتے تھے سبق یاد
یہ بستہ زبان دل یہ فریاد

کوئی علم کا نکتہ خواه رہتا
یہ منتظر نگاه رہتا

پڑھتا کوئی مقرون و مفروق
یہ صرف نگاه لطف معشوق

مشغول کوئی یہ صرف خوانی
یہ شارح مین بے زبانی

آپس مین کسی کو بحث و تکرار
تصویر صفت یہ نقش دیوار

کرکے کوئی وان ورق شماری
پڑھتا تھا سبق یہ ہوشیاری

یان فرط الم سے تھا ہر اک دم
مجموعہ عقل و ہوش برہم

کوئی خوش خطی اپنی پر اچھلتا
یہ عشق کے کٹھ خون پہ چلتا

مشغول کوئی بدرس و تعلیم
انگشت بہ لب یہ صورت میم

کوئی شین کی تھا کشش سے خوشدل
یہ خم سے جیب صورت دال

کوئی قطعہ خط سے خط اٹھاتا
ہجون حرف غلط یہ سٹ ہی جاتا

آتا دم صبح جیسے مدہوش
سیپاره دل لئے در آغوش

جب عشق نہ دل مین ہو سکا ضبط
لیلی کو بھی اس سے ہو گیا ربط

آپس مین یہ راز دل کا ہر دم
کرتے تھے بیان بدیده نم

حالات سے اُس کے آخر کار
دلداده عشق سمجھے سب یار

طور اسکا جو دیکھا عاشقانہ
الفت مین کیا اُسے فسانہ

وحشت سے جو اس نے کام رکھا
مجنون ہر اک نے نام رکھا

عشق اسکا ہوا جو سب مین مشہور
کرتا تھا یہی ہر ایک مذکور

پایا جو شکیب قلب کمزور
رسوائی عشق نے کیا شور

آخر کو یہ پنبہ دل نرم
پوشیده ہوئی نہ آتش گرم

افسانہ ماجرائے لیلی
پہونچا ہی باقربائے لیلی

سن کے یہ سخن ملامت آمیز
بھڑکی وه مثال آتش تیز

مان اُسکی زبسکہ تھی خردمند
پردے مین کیا اُسے نظربند

آگاه شدن مادر لیلی از عشق مجنون و نظربند نمودن لیلی را

لیلی کا ہوا جو بند آنا
مجنون پہ جنون ہوا فسانہ

دیکھا جو اُسے نہ پاس اپنے
پائے نہ بجا ہواس اپنے

لیلی سے ہوئی جو اسکو دوری
کی آه و فغان سے ناصبوری

دل عشق کی کوفت کھانے لگا
جی آب و خورش سے دور بھاگا

تھا دل مین جو بحر عشق کا جوش
کرتا کبھی شور گاه خاموش

از بہر تجسس دل آرام
جھک جھک کبھی دیکھتا در و بام

کرتا کبھی دیکھنے کی گھاتین
کرتا کبھی آپ ہی آپ باتین

رک رک کے زار [illegible]
اُٹھ بیٹھتا گاه سوتا ہوتا

کرتا کبھی چاک پیرہن کو
ملتا کبھی خاک سے بدن کو

ہر کوچے مین بیقرار پھرتا
غش کھا کے ہر ایک جا پہ گرتا

پڑھتا کبھی شعر پر درد
رہ رہ کے کبھی کھینچتا دم سرد

تنگی ہوئی اسکو اپنے دم سے
کہنے لگا کاہش الم سے

مکتب کی طرف کبھی وہ آکر / کہتا تھا انہیون کو سنا کر
لیلی کو نہین ہے گی رہائی / پڑھنے کو وہ ابتلک نہ آئی
پردے مین عبث اُسے بٹھایا / جاتا ہے یہ چاند کب چھپایا
کوئی اسکے پدر کو اتنا سمجھائے / معشوق ہے اسکا جی نہ گھبرائے
یہ کہتے ہی باد تند سادہ / وحشت زدہ وان سے بھی گیا وہ
بکتا ہوا دیکھ اسکو جاتے / سب تا بہ رہے دریغ کھاتے
روتا ہوا بحالت وجد / فریاد کنان گیا سوے نجد
ہر سنگ کے آگے خوب رویا / اُس کوہ کو خون مین ڈبویا
چشمے کئی چشم سے بہائے / نالے کئی اشک سے دکھائے
جی اسکا تھا بسکہ سوے لیلی / تھا دل مین خیال کوئی لیلی
بے یار ہو تھی نظر پریشان / پھرتا تھا اِدھر اُدھر پریشان
گاہے سر راہ یار رو رو / دیتا تھا پیام یہ صبا کو
کاے باد صبا سوے دل آرام / لیجا تو یہ غمزدون کا پیغام
کاے چشم و چراغ جان عاشق / اے تو گل بوستان عاشق
جس دن سے ہوئی تری جدائی / دیوانے پہ تیرے آفت آئی
کھویا سا گیا ہون جستجو مین / آوارہ ہون تیری آرزو مین
گھربار تمام مجھ سے چھوٹا / اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
بے گھر مین ہوا ہون گھر سے / بیزار ہون مادر و پدر سے
جز فرش رکھا نہ تھا کبھی گام / اب بستر خاک پہ ہے آرام
دل سونے سے شب کے بیخبر ہے / اب سنگ ہمیشہ زیر سر ہے
عاشق یون جان اپنی کھووے / اور حیف ہے تجھے خبر نہ ہووے
مدت سے امید اک نگہ پر / افتادہ ہون تیری خاص رہ پر
ہر چند کہ قابل جفا ہون / اگر رحم کہ بندۂ خدا ہون

ناگاہ دیدن لیلی از غرفہ مجنون را

ناگہ ز نشستگاہ لیلی / مجنون پہ پڑی نگاہ لیلی
رہ گئی اُسے دیکھکر پریشان / انگشت دریغ زیر دندان
عاشق کو جو دیکھا غم رسیدہ / دھونے لگی منھ بآب دیدہ
آلودہ بگرد وہ سراپا / ڈوبی یہ عرق مین سر سے تا پا
دیکھا جو اُسے بآہ و زاری / کرنے لگی یان یہ بیقراری
تر گرد کی اسکے تھی بدن پر / تھا بار لباس اسکے تن پر
عریان تھا بے کلاہ وان سر / افسوس سے ہاتھ یان جبین پر
وان روتے تھا وہ دست بر دل / یان عشق سے تھی شکستہ دل
وہ فرش زمین پہ پا بہ زنجیر / مسند پہ یہان یہ غم کی تصویر
وہ کتنے دنون سے بیخور و خواب / تھی جذبۂ عشق سے یہ بیتاب
کرتا تھا وہ گفتگو پریشان / کرتی تھی یہ جمع مو پریشان
وہ صورت موج بیقراری / یہ غرق بہ بحر شرمساری
بسمل کی طرح سے وہ پھڑکتا / دل سینے مین اُسکا تھا دھڑکتا
وہ آتش عشق سے بھڑکتا تھا / یان ضبط سے اسکا دم رکے تھا
مجنون کی نظر گئی جو ادھر / جس غرفے مین تھی وہ ماہ پیکر
اکبار جگر سے کھینچکر آہ / بیٹھا جون گرد آ سر راہ

خورشید نمط وہ مہ بافلاک	بیتاب یہ جیسے ذرہ خاک	وان جلوہ حسن لیلی افزون	یان خاک بسر کشیدہ مجنون
ملتی تھی ادھر وہ دست افسوس	کرتا تھا یہ ردے قدمبوس	تھامے تھا وہ بار بار دل کو	یان ذرہ نہ تھا قرار دلکو
لوگون کے اسے ہزار تھے خوف	رسوائی عشق سے یہ بےخوف	خاموش وہ ڈر سے اپنے گھر کے	کرتا تھا یہ بات شور کر کے
گر آئینہ اسے کوئی دکھاتا	یہ آپ کو خاک مین ملاتا	آخر کئی بار پاس آکر	کہنے لگی اسطرح سنا کر
کا خاک در دیار لیلی	دے عاشق بیقرار لیلی	الفت کا ہے جرم تیری گردن	در پے ہین ہزار دوست دشمن
کر ترک رہ مقام لیلی	بدنام تری ہے لیلی	یہ کہتی ہوئی بصد خرابی	لائی اسے گھر تلک شتابی
کرتا کبھی ایک دو قدم جست	پھرتا کبھی جیسے پیل بدمست	سمجھانے اسے ہر ایک آتا	پر کچھ وہ خیال مین نہ لاتا
کہتا کوئی عشق مین نہین سود	کرتا یہ نگاہ حسرت آلود	کہتا تھا کوئی بہ دستداری	لیلی کی نہ کر تو خواستگاری
کہتا تھا وہ مبتلائے لیلی	جا ہون کسے پھر سوا لیلی	لیلی رگ رگ مین ہے سمائی	دیتا نہین اس سوا دکھائی
کہتا کوئی درد عاشقی ہے	ہو جاتے ہین ناامید جی سے	مرتا ہے ندان جان کھونا	دانائی ہے مبتلا نہ ہونا
کہتا یہ جو عاشقی طلب ہے	اندیشہ مرگ اسکو کب ہے	کہتا کوئی عاشقی نہین خوب	جی جاتے ہین بحر عشق مین ڈوب
	جسکی زبان سے پند سنتا	جون شعلہ شمع سر کو دھنتا	

آگاہی یافتن پدر مجنون از فریفتگی او بر لیلی و خواستگاریش از پدر او

ہے یان سے روایت اسطرح اب	آگاہ ہوا قیس کا پدر جب	اس سے کہ پسر ہے رفتہ از ہوش	کھانے لگا اسکا خون دل جوش
دیکھی یہ پسر کی جبکہ حالت	اسکو بھی ہوئی نہایت ندامت	آنکھین ہوئین نم تو دل بھر آیا	ناچار ہو تب زبانپہ لایا
کے دیدہ وران ہوشیاران	بے دار و درد بیقراران	ہون عشق پسر سے غم رسیدہ	آگاہ کرو کہ یہ ہوا کیا
کیا بات دل اسکے مین سمائی	جو مان سے بھی اسنے کی جدائی	یہ کس کا ہوا غم اسکو پیدا	ہے کون ہوا یہ جسپہ شیدا
تھے محرم راز قیس جو جو	سب حال کہا انھون نے رو رو	عاشق کا بھی ماجرا سنایا	معشوق کا بھی پتہ بتایا
سن قصہ حال زار فرزند	پر غم ہوا کچھ کچھ ایک خرسند	پھر بولا یہ خاطر پریشان	اب کیجیے جو ہے صلاح خویشان
اعیان قبیلہ جمع ہو کر	بولے کہ یہ ہے صلاح بہتر	باحشمت و جاہ بردباری	خود چلیے برائے خواستگاری
تیار ہو تب تو سب بہ توقیر	خوش خوش ہوئے سنکے تدبیر	لیلی کا پدر بھی جیسکہ ناگاہ	آنے سے ہوا انھون کے آگاہ

منزل سے وہ اپنی باہر آیا
اور از رہ فخر گھر مین لایا

تحفے کئے لا کے حاضر اُس نے
کی عامریونکی خاطر اُس نے

لایا وہ بجا یہ میہمانی
جو ہوتی ہے شرط میزبانی

من بعد کہا یہ ہو مخاطب
فرماؤ جو کچھ کہ ہون مطالب

مجنون کے پدر نے آخر کار
کی از رہ عاجزی یہ گفتار

آیا ہون جو ہو کے آرزومند
ہے حاصل عمر اک فرزند

خواہش ہے گر روا کرے تو
فرزندی مین اپنی اسکو دے تو

گر دیکے تو اونہین ہو کے خرسند
دختر کو تری بجاے فرزند

دو ہون جو گہر آبداری
بجا نہین اسکی رشتہ داری

جو نخل پر از ثمر رہے ہے
ہر ایک کی ادھر نظر رہے ہے

ہے بس یہی لطف چشمۂ آب
تا تشنہ جگر ہو کوئی سیراب

گذری ہے سدا بجاہ و حشمت
ہے مال و خزینہ بے نہایت

جو کچھ کہ بہا کرے تو لے یار
ہون تیری متاع کا خریدار

لیلی کے پدر نے تب کہا یہ
جو تم نے کہا سو ہے بجا یہ

لیکن ہے خلل تمہارا بیہوش
مجنون سے پری ہو کیا ہم آغوش

سودا زدہ سب مین ہے وہ مشہور
یہ بات ہو ہمکو کیونکہ منظور

زنہار نہین کچھ اسکا چارا
یہ ننگ نہوئیگا گوارا

اس امر کا تذکرہ نہین خوب
ہے پیش عرب یہ ربط معیوب

راضی اگر اس سخن پہ ہوین
قوم اپنی کو کیا جواب دوین

جبتک کہ نہو وہ صاحب ہوش
اسبات کو کیجیے فراموش

سُنکر یہ جواب یاس اکبار
نومید اُٹھے وہان سے ناچار

آزردہ گریہ ناک پر غم
سب آ کے یہ حیف کرتے باہم

مجنون کو جو آج سوے لیلی
جانے سے ہمارے تھی تسلی

اب کیا اسے ہم جواب دینگے
کس منہ سے یہ ماجرا کہینگے

کس درجہ امیدوار ہوگا
کس مرتبہ انتظار ہوگا

ٹھہرا نہ وصال یار افسوس
واحسرتا و صد ہزار افسوس

کرتے یہ بیان آخرکار
منزل مین سب اپنی آئے اکبار

نصیحت کردن پدر مجنون مجنون را

راوی کی یہ بات یون ہے تقریر
یعنی یون کرے ہے خامہ تحریر

بیٹھا تھا جہان کہ چشم پرخون
وارفتۂ عشق یعنی مجنون

تھی دل لیے زبسکہ غم کی کاوش
نکتہ تھا بصد ہزار خواہش

گھیرے تھی جو فوج غم کی صحبت
حسرت سے نگاہ ہر طرف تھی

ہر اک نے بصد ہزار منت
کی آن کے اس طرح نصیحت

ٹھیرائی تھی جو کہ ہم نے تدبیر
وہ پیش گئی نہ پیش تقدیر

اب اپنے کئے کو مان اتنا
لیلی کا نکر دھیان اتنا

دے دل کے تئین قرار و تسکین
برباد نجاے جان شیرین

لیلی سے عروس ور بستر
کرتے ہین ترے لئے مقرر

جس چیز پہ دسترس نہووے
کیا فائدہ آپ کو جو کھووے

لیلی کا عبث تو مبتلا ہے
دل اور کو دے کہ اسمین کیا ہے

ہین قوم مین اور [illegible] خوب
بیگانے سے دوستی نہین خوب

اشک آنکھون سے اسقدر بہاتا
دیکھی جو نہ ضبط کی سمائی
تھا عشق کی تیغ سے جو گھائل
کرتا تھا جو باتین اپنے جی سے
تقدیر مین میری کیا لکھا ہے
کس طرح پھرون بھرم دست
یہ کہکے وہ غم رسیدہ اکبار
دل تنگ سمجھ سراگہ عشق
سوتا کبھی رکھکے زیر سر ہاتھ
نے منزل بود و باش تھی یاد
الفت کا جگر مین درد اسکے
منھ کثرت درد مان سے موڑے
عشق اسکو جو غم سے تنگ رکھتا
گہ ہوتا خیال یار سے شاد
کہتا کبھی ہائے کیا کرون مین
دم آنکے سینے مین رکے ہے
نشتر سا چھیدے ہے جو رگ پے
بے ہوش و خرد بجا مین میرے
جس چیز سے ہے ملال جی کو
غم دلمین لگا قرار پانے
دل لیا پھنسا کہ بس نہین کچھ

تو آپ کو خاک مین ملا مت
فریاد جگر سے لب پہ آئی
تڑپا وہ برنگ مرغ بسمل
سو ہو گئی یاس زندگی سے
اکسن جا میسر یہ درد کی دوا ہے
کوئی دوست نہین ہے بجز غم دوست
کر رخت سفر کو دوش پر بار
بیٹھا وہ مسافر رہ عشق
اٹھ بیٹھتا گاہ سر پہ دھر ہاتھ
مان باپ کی نے تلاش تھی یاد
ہر کوچہ کی منھ پہ گرد اسکے
دل تنگ تھے وہ جگہ بھی چھوٹے
چھاتی پہ اٹھا کے سنگ کہتا
کرتا کبھی خون بہائے فریاد
اس درد کی کیا دوا کرون مین
آہون سے دل و جگر پھنکے ہے
سوراخ ہر استخوان ہے جون نے
نے کہنے مین دست و پا ہین میرے
رہتا ہے وہی خیال جی کو
خواہش لگی کاہشین دکھانے
مجبور ہون دسترس نہین کچھ

مجنون نے سنی جو یہ گفتار
کر جامۂ صبر پارہ پارہ
تھی باتون سے جنکی اسکو امید
کر شور و فغان و آہ فریاد
کس درد کا آہ مبتلا ہون
جاتا نہین مجھ سے جی سنبھالا
اک کوچے مین وان سے جاکے بیٹھا
پھر رخت کو تار تار کر کے
بیچین جو فرط غم سے ہوتا
جس جس کا گذر ادھر سے ہوتا
بے یار و غریب و خستہ احوال
لیلی لیلی زبان سے کہتا
جون شمع جگر گداختہ تھا
کہتا کبھی ہائے ہائے لیلی
نے عشق سے پناہ پاؤن
کھویا گیا نام و ننگ سب مجھسے
ہے سر مین جنون عشق کا شور
نالون سے رکی زبان میری
الفت ہوئی دشمنی نہ جانی
اشک آنکھون سے گرم تر مین
نے کوئی رفیق نے مددگار

صورت سے ہوا انھونکی بیزار
پٹکے تھا وہ سر بسنگ خارا
سو اور جگر مین پڑ گئے چھید
کہنے لگا پھر بجان ناشاد
تنہا مین اسیر صد بلا ہون
تقدیر سے کس بلا مین ڈالا
گھر بار سے دل اٹھا کے بیٹھا
دیتا تھا وہ پھونک آگ دلکے
سر زانو پہ رکھکے دیر روتا
مجنون کی وہ بیکسی پہ روتا
آزردہ دل و شکستہ احوال
صحرا مین خراب مارا پھرتا
بے یار حواس باختہ تھا
مین تجھ سے جدا ہون وائے لیلی
نے بر در دوست راہ پاؤن
ہے جان مری یہ تنگ مجھسے
غم کا دل ناتوان سے زور
تنگ آئی قلق سے جان میری
کس طرح کٹے گی زندگانی
مژگان ہین سوزن تمام بستر ہین
لیجائے جو مجھکو تا در یار

وہ پردہ نشین محمل ناز
مین خستہ اسیر جنگل ناز

وہ تازہ گل بہار عالم
مین زار و نحیف خار عالم

وہ صاحب اختیار خود کام
مین رفتہ ز ہوش صبح تا شام

وہ ہوگی سمجھی مہ جبین کچھ
ہے اسکے خیال یان نہین کچھ

وان ہوئینگی اسکی زلف پرخم
یان دل کو ہے پیچ و تاب ہر دم

وان ہم دیگی اسکی پلکین ہلتی
یان لپٹے ہین برچھیان سی چلتی

وان شکل کمان بھوون مین خم ہے
یان جان ہے گوشہ گیر غم ہے

شورا سکی زبان شکر لبی کا
یان تلخ مزا ہے زندگی کا

وان صورت غنچہ ہے دہن تنگ
یان دل مین ہے معنی سخن تنگ

وان تکمہ گلے مین خوشنما ہے
یان حلقۂ غم گلے پڑا ہے

وان بال سے وہ کمر ہے باریک
یان آنکھون مین دو جہان ہے تاریک

وان قد اسکا ہے رشک شمشاد
یان غم سے رہتا ہے سرو آزاد

لیلی کے خیال مین مجنون
کہتا تھا یہ کرکے دل جگر خون

کس سے کرون درد غم کی فریاد
جو جان ہو بند غم سے آزاد

اک دم نہین خوش مزاج ہون مین
اس درد سے لاعلاج ہون مین

کیا فائدہ عشق یون نہین کھوے
دریا مین مجھے کوئی ڈبو دے

یا صورت گرد باد مجھکو
دے باد اجل بباد مجھکو

یا کرتا خدا نہ مجھکو پیدا
جو ہوتا نہ مین کسی پہ شیدا

آتا نہین یا بہ لطف ادر
جو آتین یہ آفتین نہ سر پر

یا ہوتا تو چشم کور ہوتی
جو دوست کو دیکھنے نہ دیتی

یا صاحب درد دل نہ ہوتا
جو گریہ سے متصل نہ ہوتا

وہ بے غم و بے فسون و بے قلق
مین خاک فتادہ رہ خلق

وہ مائل عیش و دیر خوابی
یان خانۂ عیش پر خرابی

وہ دیکھتی ہوگی سیر انبوہ
یان جان کو ہین ہزار اندوہ

وان آب و طعام کا مزا ہے
یان جان کو عشق کھا رہا ہے

وان صبح کا سمان جبین پر
یان ظلمت غم دل حزین پر

وان ہوگی چشم سرمہ آلود
یان سوختہ سینہ دل پر اندود

شمع رخ یار وان شب افروز
یان آتش عشق سے جگر سوز

صد رنگ وہان وہ گل ہے خندان
یان ہین لب حیف زیر دندان

وان رشک ستارہ گوہر گوش
یان چشم مین بحر اشک کا جوش

وان حرز کی لوح سینہ پر ہے
یان حرف کسی کے جینے پر ہے

وان لمعۂ نور ان دو ساق
یان ضعف سے جنبش قدم شاق

وان ناز کی چال ہر قدم ہے
یان جان ہی پائمال غم ہے

یا رب مین غریب و غم رسیدہ
آزردہ دل و جفا کشیدہ

کس سے کہون دل کی بیقراری
کسکو مین دکھاؤن اپنی زاری

غم گھیرے ہے کسطرح نکلجاؤن
برق آ گرے کاش جسمین جلجاؤن

مین تنگ جہان تنگ کے بیچ
دے کوئی دہن تنگ کے بیچ

کب تک پھرون غم سے جان کھوتا
اے کاش مین مبتلا نہ ہوتا

خلقت مری آدمی نہ ہوتی
جو حال پہ درہمی نہ ہوتی

یا ہستے ہی ہمان سے گذرتا
جو عشق مین یان تلک نہ مرتا

ہوتا در چشم بند در پر
جو پڑتی نہ صورت انکو پہ

یا عشق ہی درمیان نہ آتا
جو جان پہ یہ زیان نہ لاتا

بے دوست گئی یہ عمر برباد	فریاد ز دست عشق فریاد

رفتن پدر مجنون بتلاش مجنون وہمراہ اوروانش بحیلہ و فریب

راوی فسانۂ غم آمیز
اسطرح کرے ہے اب زبان تیز

اکدن پدر اسکا غم سے رو رو
نکلا تھا پسر کے ڈھونڈنے کو

خویشان و قبیلہ ہو کے ہمراہ
سب گھر سے چلے بنالہ و آہ

دیکھا جو نہ اُسنے اپنا پیارا
مہر پدری نے جوش مارا

دل ٹکڑے جگر سے آہ کرتا
ہر سمت چلا نگاہ کرتا

کہہ سوئے فلک نگاہ کر کے
کہتا آنکھون مین اشک بھر کے

کیون تونے فلک یہ کیا دکھایا
مجھسے مرے لال کو چھڑایا

کیا مجھ ہی سے تجھے یہ کینا
گوہر مجھے دیکے تونے چھینا

خواہش مین پسر کی جب ہوا پیر
تب کی تھی دعا نے میری تاثیر

تقدیر مین میری تھا جو فرزند
یکچند رہا دل اُس سے خرسند

سو میرے ہمائے بخت کا صید
ہے دام بلائے عشق مین قید

دل تھا مرا جس سے شاد و خرم
ہے عشق مین اُس کا حال درہم

پالا تھا جسے بناز و نعمت
ہے غم سے کچھ اور اسکی حالت

کی جسنے کبھو نہ رہ نوردی
قسمت مین ہے اسکے دشت گردی

گل دیکھ جسے فگار ہووے
اُس پا کو خراش خار ہووے

آغوش مرا ہو جسکی جاگہہ
وہ خاک فتادہ ہو سر راہ

کہتا ہوا یہ بچشم پرخون
جاتا تھا وہ در تلاش مجنون

اک دشت سے ہو کے با صد اندوہ
پہونچا جو وہ زیر دامن کوہ

ہر سنگ سے سر کو مارتا تھا
مجنون مجنون پکارتا تھا

وہ عاشق زار روے مجنون
سرگشتہ جستجوے مجنون

اک گوشے مین دیکھے کیا بصد غور
یعنی کہ پسر کا حال ہے اور

نے سرو قد نہ گل سادہ رو
نے چشم وہ رشک چشم آہو

نے صبح سی وہ جبین گلفام
ہو کے سر پر ہجوم ظلمت شام

نے گول بدن نہ دست و پا وہ
پژمردہ خشک ہو گیا وہ

چہرہ پہ ملال یون نمایان
جیون ابر تنگ مین مہ تابان

زانو پہ دھرے جبین پر چین
بیٹھا بخیال دوست غمگین

جز آہ نہ تھا رفیق کوئی
جز گریہ نہ تھا شفیق کوئی

صد چاک جو پہنے پیرہن تھا
سو تن پہ وہ صورت کفن تھا

شوریدہ سر و شکستہ احوال
جامے مین تن قلم مین جون نال

مرنیکے قریب یار سے دور
بیماری غم سے زار رنجور

ہر دم کے ساتھ ساتھ اک دم سرد
رخسارہ برنگ زعفران زرد

آنکھون مین گہے وہ اشک بھر لائے
گہ آہ سے مثل بید تھرائے

لاغر تر از استخوان نے سے
تن شاخ خزان رسیدہ جیسے

چہرہ پر غبار دردناکی
ہر آہ کو آہ سینہ چاکی

نے پاس کوئی نہیں نے دوست
مشتے دستۂ استخوان یا دست

جز داغ فراق با دل سرد
آگاہ وہ نے نہ محرم درد

جز نالہ نہ ہمدمی کسی سے
غمناک و تنگ اپنے جی سے

جز دست ستم جستجو کسی کی
جز مرگ نہ آرزو کسی کی

ہر سو نگران بخواہش یار
کر آنکھون سے اپنے اشک جاری
نے غم تجھے دوری وطن کا
نے ہوش لباس و تن کا تجھ مین
گھر بار سے تونے منھ کو موڑا
یہ درد یہ غم یہ ناتوانی
تن زار ہوا یہ آہ تیرا
لیلی لیلی جو تو پکارا
مان کا ترے حال ہے دگرگون
روتی شب و روز رہتی ہے وہ
گرکتی ہے تھام کر کلیجا
مطلق نہین اپنا ہوش اسکو
ہے شدت غم مدام اسکو
نے گھر کا اسے خیال تجھ بن
ہے نام ترا ہی لیتی پھرتی
تطیخ کی اسے نہ کچھ خبر ہے
مذکور نہ کھانے پینے کا ہے
بیٹھی رہتی ہے وہ تری آس
دن رات ترے ملال مین ہے
مجنون نے یہ سن بدیدۂ غم
کہنے لگا اے عزیز مبتلا

بے خوابی شب سے زرد رخسار
بر لادہ زروے غمگساری
نے ہوش کچھ اپنے تن بدن کا
مقدور نہین سخن کا تجھ مین
کیا جی پہ بنی جو سبکو چھوڑا
برباد گئی تری جوانی
جانا نہ مین جبتک یہ سر ہے میرا
تب راز ہوا یہ آشکارا
ہے یاد تری ہی اسکو مجنون
بےچین ہو کر یہ کہتی ہے وہ
خط بھی مرے لعل نے نہ بھیجا
غم رکھے ہے نت تجھے تراسکو
ہے خواب و خورش حرام اسکو
نے غم سے ہے اسمین حال تجھ بن
بالون سے ہے جھاڑ دیتی پھرتی
کیا جانے وہ مطبخی کدھر ہے
غم اسکو ترے ہی جینے کا ہے
نے خادمہ نے کنیز ہے پاس
ہر بات ترے خیال مین ہے
کی سوے پدر نگاہ اسدم
یان آنے سے تجھکو کام ہے کیا

دیکھا جو پدر نے حال فرزند
کہنے لگے جان پدر یہ حال کیا ہے
نے آب و خورش کا دھیان تجھکو
اتنا ہے تو کس لئے پریشان
کہہ کسنے دیا نکال گھر سے
کی غم نے تری یہ خستہ حالی
اے عاشق نامراد لیلی
یارب کہ اسیر رنج دوری
دیکھے ہے وہ تیرا نالہ و آہ
مجنون کی مجھے خبر نہ آئی
جس روز سے تو جدا ہوا ہے
دیکھا نہین جب سے تیرا دیدار
کھینچے ہے جگر سے آہ پر آہ
بے فرش ترے ہین سارے دالان
ہے غم سے اسے ہراس ابتک
سامان طرب جہان جہان سب
ہے داغ بدل بصورت ماہ
رکھتی ہے وہ دل فسردہ آزار
پر تجھکو نہ یاد اپنے گھر کی
پھر باعث ضعف حالت زار
خبر دو ستا مین کسکا ہوں شناسا

پایا اسے سخت آرزومند
ہے طبع کدھر خیال کیا ہے
پیاری نہین اپنی جان تجھکو
جاتی رہی تجھ سے انس خویشان
وحشت ہے جو تجھکو بام و در سے
جو ہو گیا صورت خیالی
دیکھی نہ ہنوز اے یاد لیلی
ہووے نہ قرین ناصبوری
اے صبح سے شام تک تری راہ
صورت وہ کہین نظر نہ آئی
مین کیا کہون اسکو کیا ہوا ہے
منھ دھوتی ہے اپنا دن مین سو بار
خون روتی ہے شام و سحرگاہ
سب گھر مین بغیر تیرے ویران
ہے تن پہ وہی لباس ابتک
ہے ہو کا مقام وہ مکان سب
نے شام نہ چاشت سے وہ آگاہ
تنہائی مین گریہ سے سروکار
نے فکر ہے مادر و پدر کی
پہچانا پدر کو بھی نہ زنہار
لیکن تھا یہ صورت آشنا سا

کرتا ہے جو گفتگوے الفت
کچھ آتی ہے تجھ سے بوے الفت

فرقت سے تری زبس پڑا کام
نے چین ہے دن نہ رات آرام

ہمدوستانہ دیکھی مین نے کچھ
لیلی کے سوا بھی اور ہے کچھ

گم ہو جو ہزار آرزو سے
ملتا ہے کسے وہ جستجو سے

مجروح جو تیغ عشق کا ہو
یہ مرہم پند سے وہ کیا ہو

جو محو خیال یار ہووے
وہ اور سے کب دوچار ہووے

کرتا نہین مین کچھ نصیحت
پر میری بھی تجھکو کچھ ہے نفرت

بانونیہ پدر کے گہر کے اکبار
کی آہ و فغان بچشم خونبار

بیحال پسر جو اُس نے پایا
پانون سے اُٹھا گلے لگایا

ملنے لگا دست و پا ز بیخود
دامن سے غبار رخ کیا دُور

پھر سر پہ پھرا کے دست شفقت
مجنون سے کہا بصد سماجت

تا چند یہ خلق سے کنارا
تا چند یہ حرف بے مدارا

تا چند یہ مان سے اپنی دوری
ملنا تجھے اس سے ہے ضروری

یہ سُنکے وہ رہ نورد ہامون
با سینۂ چاک و چشم پر خون

آزردہ و خشمناک ہو کر
کہنے لگا یون پدر سے رو کر

گو گھر مین ہے چین کا سرانجام
آرام سے مبتلا کو کیا کام

تا دل نہو وصل دوست سے شاد
ویرانہ لگے ہے شہر آباد

دل جب کہ ہے منزل غم عشق
رہتا ہون مین بکل غم عشق

کھانا غم دوست معا ہے
دل کھانے سے سیر ہو چکا ہے

وان تکیہ نفیس و پاک بستر
یان بالش سنگ و خاک بستر

وان گوشہ نشین تن حریر و دیبا
یان تن پہ ہے خاک و نے دیبا

بولا پدر اے عزیز از جان
مین باپ ترا ہون مجھکو پہچان

مجنون نے کہا مجھے خبر کیا
کہتے ہین پسر کسے پدر کیا

الفت مین جو آپ ہی کو کھووے
کیا یاد کسی کی اسکو ہووے

سمجھا ہے وہ غرق عشق فرزند
بیفائدہ ہے نصیحت و پند

دیوانۂ دردمند ہے یہ
کس آگ کا اب سپند ہے یہ

آخر یہ کہا کہ اے دل افگار
ہے پند سے میری گر تجھے عار

یہ کہکے جو زار زار رویا
مجنون بے اختیار رویا

سُن نالۂ دردناک مجنون
اکبار ہوا پدر کا دل خون

منھ اپنا ملا رخ و جبین سے
آنسو کئے پاک آستین سے

سو ٹکڑے جو دیکھا پیرہن کو
ڈھانپا دامن سے اسکے تن کو

اے راحت جان میرے ہمراہ
اس دشت کو چھوڑ گھر کی لے راہ

تا چند یہ آدمی سے وحشت
تا چند یہ وحشیون سے صحبت

فرقت مین تری وہ جان بلب ہے
مشتاق جمال روز و شب ہے

آغوش مین سے کرے اک جست
کرنے لگا شور جیسے بدمست

گھر جانے سے مجھکو کام کیا ہے
ویرانہ کمال خوش فزا ہے

غم جی کے پسند ہو گیا ہے
سونا سوگند ہو گیا ہے

ویرانہ مین گر ہو غم زدائی
دے یاد دیار آشنائی

دن رات مژہ سے خون ہے جاری
جیحون سے ہے ابر نوبہاری

پانی کی عطش نے جی کو مارا
ہے آب دو چشم ہی گوارا

وان مشغلہ تازہ ہر نفس ہے
یان صحبت وحشیان بس ہے

وان جوش حیا و شرمناکی
یان روز تلاطم بلا کی

وان سر پہ ہجوم عنبرین ... | یان ظلمت گرد دشت کم رو
کچھ یان نہین غیر سایۂ عشق | ہین خاک بسر پایۂ عشق
کچھ یان نہین غیر پایۂ عشق | دیں تخت نشین کشور عشق
تو جب کہ ہے غم سے بیخود و خواب | وہ بھی ہے بغیر تیرے بیتاب
فریاد و فغان و آہ کرتا | جاتا تھا قدم خوشی سے دھرتا
مستی مین فریب عشق کھاتے | جاتا تھا چلا قدم اٹھاتے
کہتا تھا پدر سے کہ اے خوش ہو | لیلی نے کیا ہے یاد مجھکو
یا بر سر رحم چرخ آیا | مرتا مجھے جان کر بلایا
کر یار سے مین دوچار ہونگا | حیران ہون بات کیا کہونگا
وہ شعلۂ حسن و رین تاب | آتش پہ جو مجھ سکے ہے سیماب
ڈھاتا ہونگا برہنہ تن کیونکر | کھوونگا دیوانہ پن کیونکر
ہے اوج فلک پہ جا خورشید | کیا ذرہ کہے ہوا خورشید
پر گرد جو تن سے اسکے نظر آئے | جی مین نہ غبار اپنے لیجائے
کرتا یہ سخن کہ بخت جاگے | جاتا تھا پدر کے آگے آگے
آہو کی روش وحشت سے پیدا | ڈرتا کبھی اپنے سایہ سے تھا
تھا تنگ جنون جو راہ چلنا | ہر گام پہ اسکو تھا مچلنا
وان اک شیخ باخرد تھا | حاجت گرہ حملہ نیکی و بد تھا
وہ واقف درد لذت غم | تھا شیوۂ عاشقی سے محرم
تھا شیوۂ عاشقی سے آگاہ | رکھتا تھا نہفتہ دلمین اک آہ
جام مے عاشقی سے مخمور | پہلو مین برنگ شیشہ دل چور
تھا عشق اسکو کچھ جو حاصل | تھا چارہ عاشقان بیدل

وان خندق سست و بے نگارین | یان دامن چرخ جو رنگین
سن باپ یہ گفتگوئے مجنون | اٹھنے لگا رو کے سوئے مجنون
کب قصہ یہ بے سبب کہا ہے | لیلی نے تجھے طلب کیا ہے
یہ سنکے وہ مبتلائے لیلی | پیوند ہوا برائے لیلی
پر طاقت رہروی جو کچھ تھی | لغزش پاؤنکی ہر قدم تھی
از بہر ستائے پری شمائل | ہوتا تھا کبھی بگریہ مائل
یا اسکے ہی دل نے کچھ تپش کی | یا جذبۂ عشق نے کشش کی
لیکن مین حضور یار جاکر | کیونکر دیکھونگا آنکھ اٹھاکر
گر سرد ہو آتش جدائی | کب شعلے کو خس کی تاب آئی
شاید ہے نصیب یاوری پر | جو یار کا جی ہے دلبری پر
ہو بے سر دیکھ میرے عریان | خاطر نہ ہو یار کی پریشان
مین خاک نشین وہ مہر افلاک | کیا ہو دکش خور ہو ذرہ خاک
حالت جو میری یہ دیکھ پاوے | اسکو نہ کہین حجاب آوے
ہوتا کبھی آرام بالضروری | وحشت سے کبھی کبھی تھا دوری
لیلی کی طلب کبھی بھلا کر | بچھلے تھا اسلسا بیٹھ جاکر
وہ پیر زمانہ دیدۂ دہر | بہلا کے لے آیا جانب شہر
مین کیا کہون تھا غرض وہ دانش | روشن دل عارف حق اندیش
وہ چارۂ کار بیقراران | حاجات دہ امید واران
خو کردۂ لذت غم و درد | پروردۂ حسرت و دم سرد
وہ کامل فن عشق ... | جون شمع تھا صف ...
اس سے پدر شفیق مجنون | لگا کہنے چشم پرخون

اے ہادی عاشقان بیدل — اے رہبر گمرہان منزل
اے صبر دہ پر اضطراران — اے چارہ گر امیدواران

اے راستہ بان دہی کو نال — فرزند کا میرے ہے عجب حال
دانائی سے کب کا جا چکا ہے — دیوانہ عشق ہو گیا ہے

سوجھے اسے نے بلند نے پست — رہتا ہے مدام بیخود و مست
ہر دم اسے خوب ہے آہ بھرنا — چھٹتا نہیں اس سے گریہ کرنا

ہر آن وہ بیقراری غمناک — سو جا سے کرے ہے پیرہن چاک
گر شے کیا جامہ کو جو پہنا — بھاتا ہے اسے برہنہ رہنا

کچھ ایسا ہو جو وہ غم رسیدہ — چنگے رہے گھر میں آرمیدہ
آنکھیں ہیں اسکی خاک سے پاک — ہر لحظہ کرے ہے پیرہن چاک

وہ پیر زمانہ دیدہ اکبار — کہنے لگا اے پسر کے غمخوار
مقصد ہے یہی کہ وہ نہ رووے — اور جیب نہ تار تار ہووے

آنکھوں میں تھی اسکی جالے اے یار — دے ہے سر مشفاک کجے دلدار
تا اشک نہ متصل بہاوے — اس ڈر سے کہ خاک پہ جاوے

پھر رشتہ گردن سگ یار — کھینچے وہ جیب عاشق زار
جو پاس اسکے ہے گریبان — پھر چاک کرے نہ جیب و دامان

یہ سنکے وہ چارہ جوئے فرزند — دل بیچ ہوا کمال خرسند
لا خاک وہ بادل طپیدہ — کھینچی بدو چشم نور دیدہ

شک آنکھوں سے وہ نہی گئے گم — حیران ہی نگاہ مردم
جیب چشم ہوئی نہ اسکی گریان — پھر رشتہ کیا نہ گریبان

تب جیب سے اسنے ہاتھ کھینچا — اک تار کو اسنے پھر نہ اینچا
ناخن لیکے وہ الم ناک — سینے کو کرے تھا ہر گھڑی چاک

ڈھب گریہ کا جب نظر نہ آیا — تب خون دل اسطرح بہایا
وحشت جو وہ درد ناک کرتا — دامن تا جیب چاک کرتا

نے سعی پدر سے کچھ ہوا سود — تھی دمبدم اسکی وحشت افزود
وہ پیر حزین برائے فرزند — کڑھنے لگا فکر غم میں چند

مجنون کو بصد ہزار شفقت — کرتا وہ شکستہ دل نصیحت
لیکن وہ مشوش غم یار — سنتا سخن پدر نہ زنہار

ہر لحظہ جگر سے آہ بھر کے — کہتا لیلیٰ کو یاد کر کے
یہ گریہ سے من نظر نداری — افسوس زمن خبر نداری

ہر شب آنکھیں تیرے غم سے روتا — اک پل نہیں دل سے سوتا
سر رشتہ عمر کھو چکا ہون — اور جان سے ہاتھ دھو چکا ہون

اک جی کو ہزار درد غم ہے — گر لطف کرے تو اب بھی کم ہے
مرتا ہون تیرے آہ دمبدم سے — ہوتا ہون ہلاک درد غم سے

ہے حال بہت زبون میرا — کرتا تھے اپنے خون میرا
مجنون کی یہ کچھ حالت زار — ناچار پدر بچشم خونبار

پکڑے بامید دست فرزند — آیا سو کعبہ آرزو مند
مجنون سے کہا کہ اے دل افگار — ہے خانہ کعبہ کی یہ دیوار

یہ جائے امید انس و جان ہے — یان سر بسجود اک جہان ہے
اس در کے شہ و گدا ہیں ممنون — یان پاوے عقل رفتہ مجنون

ہر اک مرض کو یان شفا ہے — ہر درد کی اسجگہ دوا ہے
ملتی ہے یہین مراد ہر دل — یان مقصد دو جہان ہے حاصل

یان سب کا حصول مدعا ہے
حاجت گہ نیک و بد یہی ہے

ہے وقت کہ سجدہ رکھکے سر پیش
کر تو بھی دعا یہ اے جگر ریش

کہ اے خالق و چارہ ساز عالم
مین خستہ درد و محنت غم

یارب بہ تصدق خدائی
پاؤن غم عشق سے رہائی

منظور ہے یہ دعا سے مجھکو
آزاد کر اس بلا سے مجھکو

بس عشق سے مین رہا ہو پاؤن
اس کوچہ کی پھر نہ راہ پاؤن

دور آنکھون سے میرے یہ نشہ ہو
ہشیاری سے عقل آشنا ہو

مجنون پند پدر کو کر گوش
تھا بادۂ عشق سے جو مدہوش

مناجات نمودن مجنون در کعبہ

اکبار اٹھاکے دست خواہش
پیش در کعبہ کی گذارش

یارب ہون اسیر دام الفت
حیران باختہ ہون ہمہ دم الفت

دل سے مرے عشق کم نہووے
مین ہی نہون گر یہ غم نہووے

بیجا نہ یہ عشق فن ہے میرا
پروانۂ حسن تن ہے میرا

قوت ہے اسی کی مجھ مین جی کے
بے عشق کی کچھ بھی زندگی ہے

ترا سے زبان بصد سخن ہے
داغ غم عشق جزو تن ہے

نت فضل سے اپنے تو مرا دل
رکھ محنت عاشقی پہ مائل

رکھ نشۂ غم سے مجھکو مخمور
بے اسکے ہین آنکھین شمع بے نور

مائل وحشت پہ مرا جی رکھ
نت مجھکو خراب عاشقی رکھ

دوزخ ہے یہ سینہ سوز غم سے
نت دیکھون عذاب زخم غم سے

یارب مجھے آکے ہر گھڑی یا
کہتے ہین کہ عشق سے کر انکار

مین عشق سے کیونکر منھ کو موڑون
اس رشتۂ جان کو کیونکر چھوڑون

بیفائدہ انکو غم ہے میرا
وابستہ عشق دم ہے میرا

کرتے ہین سبھی یہ مجھسے مذکور
لیلی کا خیال جی سے کر دور

یارب مرے دلکو دے تو ہر بار
اس سے بھی زیادہ خواہش یار

اس حلقۂ زلف مین پھنسا کر
اس رخ کا ہمیشہ مبتلا رکھ

وہ آنکھین مری نگاہ مین رکھ
دل اسکی زنخ کی چاہ مین رکھ

اس لب کا سدا بیان کرون مین
اس تن پہ نثار جان کرون مین

الفت رہے اسکی تا بہ مردن
قمری کی مثال طوق گردن

بے بادۂ عشق یار خونریز
پیمانۂ عمر ہو نہ لبریز

مین عشق مین گو کہ مر رہا ہون
جی یار کے نذر کر رہا ہون

خطرہ ہے ڈرے یہ مجھکو ہر دم
لیلی کو نہو کہین مرا غم

دلبر سے مرے جو ہو جفا ہو
جی اسکا دُکھے نہ ٹک خفا ہو

غم مجھکو یہ بحر خون ڈبو دے
پر وہ کف پا تو تر نہ ہووے

ہو چشم سے میل گریہ جاری
ہو اسکے نہ دل کو بیقراری

کانپے نہ ہو لے وہ بمن بر
اے عشق جو کچھ کہ ہو سو مجھ پر

ہے مجھکو قبول اپنا مرنا
پر دور رہے اس سے شکوہ کرنا

گر غم سے زاریان سا ہون
اک مو سے سر اسکا کم نہ چاہون

مجنون کی سنی یہ جبکہ تقریر
باپ اسکا ہوا کمال دلگیر

باتون سے پسر کے ہو کے مایوس
ملنے لگا ہاتھ با صد افسوس

پھر بولا کہ اے ستم رسیدہ
اے محنت عاشقی کشیدہ

سمجھا تھا مین تو دعا کریگا
اس غم کی گرہ کو وا کریگا

سو تونے تو عشق کی ثنا کی
اور واسطے اپنے بددعا کی

اس کام کو آخرش نہ چھوڑا
لیلیٰ کی پسر نہ اب ہوس کر
مدت سے یہ میری آرزو تھی
نے جسم ہی رہا نہ جام باقی
رحلت میں کرونگا دہر سے جب
سو عشق نے مجھسے تجھکو کھویا
میں غمزدہ اے پدر کرون کیا
شیوۂ عشق جان طلب ہے
گر یار نہو وے یار میرا
بہتر ہے پر اب اے خردمند
دلبر مرے یہ جو کوہ غم ہے
رونے پہ مرے نہ چشم نم کر
ہر دم ہے اجل سے کار مجھکو
اب نوع دگر ہے حال میرا
کرتا تھا پدر سے وہ یہ گفتگو
خون گرم بہا جو آستین سے
اٹھا جو وہ پیر مضطرب ہو
بیوجہ نہیں یہ خون بہا ہے
ظاہر میں جدا جدا بدن ہین
تا زیست جدا نہیں اس کے ہون
با چہرہ زرد [illegible] پر خون

لیلیٰ کی طلب سے منہ نہ موڑا
جی اپنا نہ دے تر تم بس کر
یون در گہ حق میں گفتگو تھی
رہتا ہے پسر سے نام باقی
ہوویگا تو جانشین مراتب
رکھتا ہی پسر نہ تھا میں گویا
از خود میں اسیر عشق ہون کیا
دشمن کوئی اپنے جی کا کب ہے
دل پر نہیں اختیار میرا
کچھ مجھکو نہ کر نصیحت و پند
سہرے گا نہ جیتلا کے دم میں
میں لائق غم ہون تو نہ غم کر
جیتون میں نہ کر شمار مجھکو
زنہار نہ کر خیال میرا
جو ہو گئے اسکے زرد رخسار
پیچیدہ اٹھا دھوان زمین سے
مجنون کہنے لگا پدر کو
نشتر رگ یار پر لگا ہے
باطن میں ہم ایک دو ہون تن میں
وہ روح ہے اور میں ہون جسد ان
کرتا تھا فغان کی آہ مجنون

یہ کہکے پدر گھر اس کو لایا
ہے نام و نشان مرا تجھی سے
کاے بار خدا عطا ہو فرزند
سمجھا تھا بوقت دستگیری
افسوس اے دشمنی جان تو
مجنون یہ پدر کی باتین سنکر
رسوائی عشق کب ہے منظور
کہہ تو ہی پدر کسی کو اپنا
کرتا ہے جو مجھکو تو نصیحت
دل سے مری جستجو کو کھو تو
مستانہ آپ کو غم سے تنگ کھو تو
حالت پہ مری نہ رحم کھا تو
جاتا نہیں مجھ سے غم کا آزار
جانے دے کہ غم سے تنگ ہون میں
بے نشتر و بے طبیب بے فصد
دیکھا جو پدر نے خون فرزند
غم کھا نہ پدر کہ غم نہیں کچھ
داں نیش لگا بدست مجبور
داں ہے رگ دست یار میں درد
یہ کہتے ہی لیکے نام لیلیٰ
نے تب سے خواب غفلت اٹھا ہے

اور رو رو کے اس طرح سنایا
جیتا ہوں میں تیری زندگی سے
یہ حشمت و ملک و مال تا چند
ہوگا تو مرا عصائے پیری
تھا مرا چراغ دودمان تو
کہنے لگا یون پدر سے تو
پر کیا کرون اسپر ہون مجبور
کب چھوٹے ہے درد غم میں کھیلا
ہے بر سر و چشم اسکی منت
در پے ہے مرے کام کے نہ ہو تو
چھاتی پہ اب اپنی سنگ رکھ تو
مجھ کشتۂ غم سے ہاتھ اٹھا تو
تو جان کہ مر چکا یہ بیمار
اس در پہ مرون اگر مرون میں
چھٹنے لگی اسکے ہاتھ کی فصد
سب بھول گیا نصیحت و پند
راحت ہے یہ رنج کم نہیں کچھ
میری رگ کے پہ نیش ان کے ز گیا دب
یاں میرا الم سے رنگ ہے زرد
دوڑا وہ سو مقام لیلیٰ
نے دن کو فراغ درد و غم سے

بیقرار شدن لیلی از مفارقت مجنون ورفتن برائے سیر باغ

گوئندہ حال قصہ مجنون
یون لکھتے ہین حدیث پر خون

لیلی بھی برائے یار غمخوار
مضطر تھی مثال زلف گرفتار

الفت نے کیا تھا دلمین یہ گھر
تھی جس سے خرابی اسکے جی پر

بے یار جدھر نگاہ کرتی
بیساختہ دل سے آہ کرتی

دیکھی جو تپ زرد کی شدت
کہنے لگی ہے مجھے حرارت

کھینچے دم آتشین جگر سے
پنہان ہوئی مادر پدر سے

ہر شب کو وہ دردمند فرقت
کرتی تھی وداع خواب راحت

اشک آنکھون سے اسقدر بہاتی
جو خوابگہ اس کی ڈوب جاتی

کہتی تھی یہ تاکہ ہو نہ ثابت
آیا تھا مجھے عرق بہت رات

لوگون کو بلا کے یہ سناتی
مرگ اپنی ہے مجھکو یاد آتی

مانند حباب ہم مین کیا ہے
کیا جانیے اکدم مین کیا ہے

کیا کیا ہے جہان کو جی سے مطلب
لیکن دم مرگ ہیچ ہے سب

بنیاد ہے تمام جی سے حسرت
کچھ ایمن نہین جہان سے حسرت

جس رات وہ دردمند بیتاب
رہتی بخیال یار بیخواب

لوگون سے یہ کہتی تھی بہر دم سحر
لو جلد خبر کہ دلمین ہے درد

کہتی تھین خامشی کا یارا
تقریب نے مجھے ہے نیش مارا

بیتابی دل زیادہ تر تھی
ہر مرتبہ حالت دگر تھی

رکھتا قلق اسکے دل کو برہم
جز آہ دلے نہ مارتی دم

چڑھکر کبھی بام پر وہ شیدا
کرتی تھی نگاہ سوئے صحرا

دیکھا جو نہ اپنے پاس کم کی
منہ ڈھانپ کے زار زار روئی

یعنی جسطرح اسکو غم تھا
اور نیش سے فصد کے الم تھا

دن رات میان جمع خویشان
رہتی تھی اداس و پریشان

غم سے جو زیادہ تنگ ہوتی
چھپ چھپ کے وہ زار زار روتی

کہنے سے بڑھا جو غم کا آزار
ہر اک سے کہا کہ ہون مین بیمار

بیماری کا کر بہانہ اک بار
کرنے لگی فاش نالہ و زار

اک گوشہ مین گھر کے با تن زار
بستر پہ گری بشکل بیمار

سر زانو پہ رکھکے روتی رہتی
جبتک کہ خود آپ تھی رہتی

گر پوچھتا کوئی اسکو آ کر
ترکش سے لئے ہے یہ تیر بستر

دیکھ آپ کو اپنے یار سے دور
دلکو کبھی روتی کردہ رنجور

سو ہر دم ہے اپنی زندگانی
یعنی ہے جہان سرا فانی

یون کہتے تو ہین ہمین ہم
پر غور کرو تو کچھ نہین ہم

چھوڑا اپنا یہ لطف بزم خانہ
سب جاتے ہین یان سے بیکسانہ

یہ کہکے بدرد دوری یار
رونے لگی زار زار اکبار

اک دل سے ہزار نالے کرتی
جی مین دم عشق دوست بھرتی

کچھ حالت یار دلمین کر یاد
کرتی کسی شب اگر وہ فریاد

ہر شب یہ بہانہ کرتی رہتی
روز آفت تازہ جی پہ سہتی

یونہی اسے شام اور سویرے
رہتا غم دوست اسکو گھیرے

درپیش خیال صورت یار
درپردہ اسی سے صحبت و تکرار

کمتا تن زار ڈھانپتی تھی
جون بید ہوا سے کانپتی تھی

پھر آنکھون سے اپنے اشک کر پاک
اتری کوٹھے سے ایک غمناک

کہتا جو کوئی کہ حال کیا ہے
ترچھی اسکی طرف نظر کر
ظاہر میں تو بات کا نہ تھا دھیان
ہم سن کئی لڑکیاں پریزاد
سیو جو بیک نفس دو صد نام
لیلیٰ بھی اسی بہانے ہر بار
تھا لب پہ یہ جوش ذکر دلدار
ہمدم ہے کوئی نہ ہمنفس ہے
ہے کون جو میری حالت زار
جون تون سکے ہو یا تو دریافت
بیمار ہے یہ نہیں تو اسکے غم سے
اب جلد کئے لے اپنے دم میں جا دے
یا ہجر کا دل سے غم نکل جائے
ہون ہجر میں دکھ سے جیتے جی لون
ہر گوشۂ درد دق جو دل ہے
محراب ہر اک تیغ خونریز
آخر اک روز لیلیٰ زار
حالت مری دن بدن بتر ہے
کہتے ہیں کہ ہو جو کہ بیمار
جل جو صحت ہو جون زار
جاتی ہو نہیں قسمت نرالے

کہتی خفقان مجھے ہوا ہے
ہنستی آنکھوں میں اشک بھر کر
بہتے تھے لگے ہر طرف کان
کچھ کھیلتیں آ جو اسکے آگے
جیتے وہ ہزار سب یا دام
لینے لگی نام عاشق زار
آجاتا تھا کفن ہیں ہر بار
اک شعلہ محیط خار و خس ہے
جا کرکے بیٹھ دستا ظالم
کیا جانئے اسکی کیا ہے اوقات
جی دیکھیگا وہ مرے الم سے
عاشق سے کہ مر مجھے ملا دے
یا آہ کے ساتھ دم نکل جائے
مرتے ہی عذاب قبر ہو جون
چھاتی پہ ہر ایک سنگ دوستی
ہر غول ہے زلف جنت آمیز
ہے یاد ہوئی جو گھر سے بیزار
ہر دم مرض نہان فزون ہے
ہے اسکا علاج سیر گلزار
صد برگ کا دو کرے نظارا
شاید ہو شفا اسی بہانے

کہتا جو کوئی یہ مہربانی
کرتا جو کوئی ذکر مجنون
کچھ فکر نہ جز فکر مجنون
لیلیٰ آپسمین کہتی آ و اکدھر
کہنے لگیں سنتے ہی یکبار
پر ساتھ ہی آہ کے جگر سے
گہہ کہتی تھی یوں کہ چشم پر خون
بے جی کو ہے تاب نے تحمل
جی ہی پہ مری تو آ بنی ہے
بن اسکے ذرا نہیں مجھے چین
اے عشق یہ درد ہجر تا چند
تعمیر یہ دل کی ہے خرابی
اب با کو خدا اسیر درد ہجران
ہیں خاک میں پیچ کے سب آثار
ہر نقش جبین بام و ہر در
اس کلبۂ غم سے کس طرح نکلون
کہنے لگی مادر و پدر سے
یہ جوش بہار فصل گل ہے
کہتے ہیں جو غم سے داغ ہو کر
ہو دل سے جو خار خار غم ہے
[illegible]

کھلتی ہے اس طرح جوانی
رہ جاتی یہ چشم کر کے پرخون
خاموش سوائے ذکر مجنون
مجنون مجنون کہیں تو باہم
مجنون مجنون سبھی بہ تکرار
بہنے لگے اشک چشم تر سے
کس سے کہیں ہائے درد مجنون
تھا پردۂ ضبط سو گیا کھل
کیا جانئے اسپہ کیا بنی ہے
کیا بے مرے وہ نہوگا بے چین
سرگشتہ ہے وہ ادھر میں بند
جینا وہ وصال کر شتابی
ہے دوست یہ خانہ مجھ پہ زندان
جی دکھتا ہے اب ہر ایک دیوار
پر چین ہے سیر آب گل
واشد نہیں دل کو جب تلک تن
تا باغ کہو تو جاؤں گھر سے
مرغان چمن میں شیخ دغن
جون لالہ مقیم باغ ہو کر
ہو تپش مبدل بہ [illegible]
کہنے لگے جی میں وہ دل افگار

گلگشت کی کسکو آرزو ہے
کچھ اور ہی دل کو جستجو ہے
ہون طعنہ زنی سے سبکی مین تنگ
دل ہے آخر نہ پارۂ سنگ

کب تک ستم زبان سہونگین
طاقت نہین ہے کہ چپ رہونگین
کب تک کرون مین آہ و زاری
کیا پاوے قرار بیقراری

دل غم سے کمال ہو رہا ہے
خالی کرون اسکو تو بجا ہے
سو جاتی ہون باغ اس بہانے
حالت مری تا کوئی نہ جانے

ہے کیسے پری شونکے ہمراہ
محمل مین ہوئی سوار وہ ماہ
تھا شعلۂ حسن اس چمک مین
جو ماہ عماری فلک مین

یون حسن سے تھا کیا وہ معمور
قندیل فلک تھی جونکا از نور
ہمراہ سب اُسکے محملون مین
سرگرم نظارہ خوش نوین

لیلی دھر منھ پہ اپنے دامن
اس حلقۂ غم مین گم ہم شیون
پژمردہ دل و بیجان ناشاد
مانند جرس زبان بہ فریاد

کب باغ سے سیر اسکا جی خوش تھا
مجنون کے خیال ہی مین جی تھا
تا باغ سواری جبکہ آئی
کی باد صبا نے رہنمائی

سب ہمراہ لیلی دل افگار
محمل سے اوتر کے ایکبار
آئین در باغ بیچ اسطرح
ہو آمد گل چمن مین جس طرح

نکہت بھی چمن سے باہر آئی
گلدستہ شوق نذر لائی
اطراف چمن کا دیکھ انداز
یون کلک نے کی ہوا سخن ساز

داستان در تعریف باغ و سیر نمودن لیلی

بلبل کو حسد سے داغ کیجے
تعریف بہار باغ کیجے

گلزار تنگ ہین باغ ساری
ہر سمت کو نہر آب جاری
ہر شاخ مین کونپلین ہری ہین
سیرابی سے کیاریان ہری ہین

ہر ناقہ غنچہ مشک آمیز
سر سبز ہر اک نہال نو خیز
ہر شاخ نہال نو دمیدہ
ہر سرو جوان سر کشیدہ

گل دیکھ چمن ہین بستہ بستہ
ہے دور حنا حصار بستہ
شبنم رگ گل پہ رکھے دندان
ہر خندۂ گل و شگوفہ خندان

ہر گل سے عرق ٹپک رہا ہے
خوشبو سے چمن مہک رہا ہے
ہر شاخ جھکی ہے بار گل سے
رنگین ہے چمن بہار گل سے

ہے دور گلی کے ہے سبو کا
کچھ ہوش نہین حباب جو کا
گل پھول ہین میان گلشن
چون سبز کنول کے تختے روشن

ہے غنچۂ گل ہر اک گلابی
ہر شاخ نہال ہے شرابی
ساقی مصروف جام مل ہے
بلبل مداح فصل گل ہے

مستان بہار باغ بیباک
ہے پیتے ہین زیر سایہ تاک
کہتے ہین پکڑ کے دست ساقی
لا شیشے مین ہو جو کچھ کہ باقی

تک حرمت شرع فصل سے دور کھ
توبہ کو گرد نالے سے رکھ
سرگشتۂ عشق سرو گلشن
قمری کا ہوا ہے طوق گردن

ہر مرغ چمن چہک رہا ہے
ہر فاختہ نعرہ زن شجر ہے
آئینہ جوید با صد انداز
چہکا رہے ہے طوطی خوش آواز

ہے بند قلمون ہر اک خیابان
ہے چشم نظارہ حباب حیران
نرگس کہین سرنگون ہے اسطرح
پر شرم ہو چشم یار جس طرح

لالہ کو ہین اپنا داغ کھلا
نسرین کہین اپنی بو بہ تدا
داد دی کہین کمر کو کس کر
خوشبو ہوئی یاسمن مین بس کر

رنہ پارۂ سنگ گل کہیں بنا نافہ کھوئے
زار بیقراری کا ہیں تھا ان دست بر دوش
ی تاکوئی نہ جانے کا کہیں چمن کھلائے
ی فلک میں ار تھے نخل ہر سو
رہ خوش تو نہیں بیچ جو خار تھا خزان کا
ی بان بہ فریاد وہ بتان لالہ رخسار
نے رہنمائی کہ گل خزان رسیدہ
ین میں جس طرح تھی بہ زور ناتوانی
شن میں ہے اسخن ساز تھا جو وہ سرو کے مقابل
ار باغ سبب کیچ ی کوئی سیر لالہ و گل
ے کیاریاں ہری تھی کوئی سیر چادر آب
ون سر کشیدہ بازی کوئی روش پہ کرتی
ی و شگوفہ خندان کی تابش خور سے منہ چھپائے
ن بہار گل سبب غنچہ ہو پاس اسکے آئے
ٹول کے تختے زیر تھی بسکہ اپنے جی سے
ح فصل گل بہ ندرا جو خیال یار دلمیں
ن ہو جو کچھ لہ بالمن سے منہ اپنا ڈھانک اکبار
را ہے طوق گردن باغ و بہار زندگانی
ے طوطی خوش نمخوار رہے بتا کدھر ہے
شم باجس طرح کس سمت کروں تلاش تیری
یا میں جی جاہے لیکے ہاتھ میں ہاتھ

بلبل کہیں شاخ گل پہ بیٹھے
جس طرح دوست ہوں ہم آغوش
بابونہ کا حاشیہ دیا ہے
ہو جس سے دماغ باغ خوشبو
اک پھول ہوا وہ گلستان کا
لیلی وہ فراق دیدۂ یار
رنگ گل حسن تھا پریدہ
لٹ زلف کرتی تھی گرانی
سو اب ہے مثال سرو مائل
کوئی دیکھے تھی پیچ زلف سنبل
دھوتی کوئی پاؤں بر سر آب
بلبل کی کوئی صدا پہ مرتی
پھرتی نخلوں کے سائے سائے
ہر رنگ کے پھول پھل دکھائے
بہلا بھی دہان نہ جی کسی سے
کھٹکا دہیں غم کا خار دلمیں
تنہا لگی رونے وہ دل افگار
کس سے کہوں یہ غم نہانی
میری بھی کچھ تجھے خبر ہے
کس جا پہ ہے ہو دو باتیں تجھ سے
گلگشت چمن کروں ترے ساتھ

کوئی تختہ بنفشہ زار دیکھا
آئینہ نہاں دل ہے جن
خوش نغمہ جو بلبل چمن ہے
صیاد کا نہ خزان کا کھٹکا
چلنے پھرنے میں تھی صبا گم
آہستہ عصا آہ دھرتی
پر پیچ تھے بال رشک سنبل
آنکھیں تھیں وہ رشک نرگس
دیکھا جو ٹھہر کے آب جو کو
لیلی جو زلف پیچ در پیچ
سیرابی سبزہ کی نظر کر
لیلی دیکھے تھی ہو کے گریان
تھک کر کہیں باغ میں وہ محزون
سو اسکو خیال باغ کب تھا
جس نخل کے سایے ہو کے نکلی
آخر کو گئی ادھر کو ناگاہ
پھر بولی یہ لیکے نام مجنون
اے مائل کوہ و دردمحنت
کس درد کا مبتلا ہے مبتلا
کس شغل میں اسقدر ہے مشغول
ملتا ہے مرا حوال تجھ سے

بھولا کہیں کو کنار دیکھا
نرگس کہیں نہ پھول کھل کے ہیں
سوسن کی زبان طعنہ زن تھی
نے مرغ کو باغبان کا کھٹکا
کرتے تھے قدم کو نقش پا گم
جاتی تھی روش پہ سیر کرتی
سو موج ہوا سے سب گئے کھل
نرگس گرے ہے اوس جسطرح
یا یا گل زرد رنگ درد کو
تجھے ہو اپنی زندگی ہیچ
لیلی رہجاتی چشم تر کر
صد پارہ دل بدست مژگان
بیٹھی تھی تو زیر بید مجنون
بو کرتی جو وہ دماغ کب تھا
جی ایسا رندھا کہ رو کے نکلی
تھی سمت جو باغ کی سر راہ
اے راہ نورد کوہ و ہامون
اے بستہ رشتۂ محبت
کچھ ترے مرا حال کیا ہے تیرا
کیا یاد مری تجھے گئی بھول
کیونکر کہوں اپنا حال تجھ سے

کیا جانئے پڑھا ہے تو کدھر کو
کچھ شعر وہ طبعزاد مجنون
تا چند تیرے لئے مرون مین
تو مائل سیر بوستان ہے
تو سرو کی قد کسی پہ ہے شاد
تو سبزہ پہ کر رہا ہے رفتار
یعنی ہون تیرے لئے مین مضطر
یان بات نہین کسی کی بھاتی
غم سے تیرے اب تو شاد ہون مین
افسوس کہ یون ہی حسرت رہے
بیتابی دل سے جان بلب ہون
فرقت سے لبھے کدورت جی پر
عاشق کے سنے جو شعر پردرد
دیکھا جو کسی نے جبکہ یہ رنگ
جون ابر تر اشکبار ہو کر
ہر گام پہ آہ سرد بھرتی
پہنچین کہ اسکا جسطرح جی
ہے غم سے ترا تو حال بیدل
سن حسن کے تیرے حال تیرا
آدھر سے عشق کو تو ہے بیر
نشتر تری عمر کا نہ کم ہو

بھیجون مین کسے تری خبر کو
پڑھنے لگا جس کا تھا یہ مضمون
کس طور سے زندگی کرون مین
یان موسم عمر پر خزان ہے
یان سرو سے ہے بلند فریاد
یان بار ہے دل نشتر خار
دن مجھ پہ کٹے ہے روز محشر
صحبت تجھے کس کی ہے خوش آتی
کچھ تیرے تئین بھی یاد ہون مین
وہ درد فراق سے تلف ہو
نا چار ہون گر اجل طلب ہون
دم ہے سو تھمے ہے رو رو دی
لیلی لگی رونے بھر دم سرد
یعنی ہے یہ بیہودہ ترنگ
لیلی ابھی چلی سوار ہو کر
جی مین ہی باتین کرتی
کیونکر ہو دن اسکی مین تسلی
رہتا ہے تجھے ہی جان کا ہول
ہے آٹھ پہر خیال تیرا
پرچا ہے تیری جان کی خیر
اک دم مین تجھے ہزار دم ہو

کرتی تھی وہ گفتگو کہ ناگاہ
لے دوست نہ اپنا تک دکھائے
تو سیر بہار باغ مین ہے
تو محو صفائے آبجو ہے
تو آب روان سے ہمقدم ہے
تو تاک کے سایہ مین کھڑا ہے
ہر شب ہون بنالہ و رو تا
خاموشی سی مجکو جو رہی ہے
دل میرا تو خاص تیر گھر ہے
افتادہ ہون مین بعد اسیری
جانا نڈھال افسردہ ہون مین
ہر گز نہین تاب دوری
بل کھایا ہر ایک تار پر
حالت سے ہوئی جو اسکی آگاہ
آہستہ ہوا جو ناقہ راہی
گھبرا کے پکاری ہائے افسوس
پھر بولی خطاب کر کے یار
دونون سے کئے عشق کے ستم نے
غم جو تجھ ناتوان پہ ہے
دل تیری طرف ہی لگ رہا ہے
تو خوش ہے سینہ چاک ہون مین

جاتا تھا چلا کوئی سر راہ
بیمار کو دار سے شفا دے
یان تازگی دل کے داغ مین ہے
یان آئینہ اپنے روبرو ہے
یان آنکھون مین ہی جا دم ہے
یان زیست کا دن بھی ڈھل گیا ہے
تو کیونکر ہے نیند بھر کے سوتا
کس سے تجھے گفتگو رہی ہے
کیا جانئے جی ترا کدھر ہے
کر میری شتاب دستگیری
اب زندہ بحال مردہ ہون مین
کرتی ہے ہلاک ناصبوری
دل ہو گیا خون ہر اک سخن پر
غمگین ہو جیسے گھر کی ہی راہ
مانند نسیم صبح گاہی
ہے حالت وحشت جائے افسوس
کٹتے افسر عشق کے سزاوار
مارا مجھے ہائے تیرے غم نے
وہ حادثہ میری جان پر ہے
ہر وقت میری ہی دل میں ہے
جیتا تو ہے ہلاک ہون مین

مطلوب ہے تیری زندگانی	گو میں ہوں اور جہان فانی	واں جیسا کہ تیرا دل طپاں ہے	یاں یاد تیری ہی ہر زماں ہے
	دوری سے مری تو غمیں ہو	نزدیک بدل ہے گو کہیں ہے	

معاودت نمودن لیلی از باغ و فریفتہ شدن بخت بن سلام و فرستادن قاصد

القصہ یہاں ہے اس بیاں کو	تحریر کرے ہے یوں سخن کو	یعنی کہ تھا نصیب لیلی	تھی جسکو نہ اک زماں تسلی
محمل میں بغیر یار بدنام	تھی جیسے اسیر تازہ در دام	عکس اسکے جو رخ کا زرد پڑتا تھا	رشک شب ماہ چہرہ تھا
ناگاہ کوئی جوان رعنا	اس راہ سے تھا سوار جاتا	اعیان عرب سے تھا بقدور	بخت بن سلام سب میں مشہور
کرتے ہی نگاہ سوے لیلی	وہ ہو گیا محو روے لیلی	اس کشتۂ عشق پر نظر کر	چپ ہو گیا تھا دلپہ جبر کر
لیلی سے جو وہ دوچار گذرا	اک تیر سا دلکے پار گذرا	معشوق کا رنگ جو رخ نہ پایا	اسوقت کچھ اسکو بن نہ آیا
اودھر گئی گھر کو لیلی زار	منتظر رہا یاں یہ نو گرفتار	خواہش نے دیا نہ اسکو آرام	پختہ ہوا تھا خیال جو خام
کی دل نے زبسکہ بیقراری	ٹھہری تجویز خواستگاری	لکھ نامہ عروس کے پدر کو	رخصت کیا ایک نامہ بر کو
سمجھا نہ کہ وہ اسیر الفت	ہے کشتۂ زخم تیر الفت	دل رکھتی تھی ایک وہ محزون	گرویدہ تھی پہلے سے مجنون
آنے سے پیامبر کے ناگاہ	لیلی کا پدر ہوا جو آگاہ	سن سن کے سخن پیامبر کے	آخر یہ کہا اصلاح کرکے
خواہش یہ قبول تو بجا ہے	پر وقفہ کچھ ایک درمیاں ہے	پیغام بر اسکی سن زبانی	رخصت ہو چلا بشادمانی
طے کرکے وہ دیار مقصد	پہونچا جو وہ خواستگار مقصد	آکر یہ کہا کہ اے گرانقدر	کچھ وقفہ طلب ہے صاحب صدر
یعنی پدر بزرگ لیلے	تزویج کی اسکے ہے تمنا	غالب کہ بلطف ہو سرانجام	دو چار مہینے بعد یہ کام
خواہش ہے ادھر اودھر تمنا ہے	درکار ہے صبر جلدی کیا ہے	لیلی نے سنا جو حرف پیوند	ظاہر میں تو گو کہ کی زباں بند
لیکن وہ بلا کشیدۂ غم	کھانے لگی خوف دلمیں ہر دم	غم زور اپنا لگا دکھانے	بیطاقتی طاقت آزمانے
غش آنے لگا ہر ایک دم اسکو	آیا نظر اور عالم اوس کو	جاتی رہی سب ثبات طاقت	[illegible]
ہر سانس کے ساتھ تھا دم سرد	رخسارہ سرخ ہو گیا زرد	ہر غنچہ نیم کھو دی ہی جوانی	ناکامی کی ہوئی تھی زندگانی
ہاتھ جبیں پہ رکھ لیا تھا	گہ چہرہ کا رنگ ہی ہوا تھا	گر گئی تھی سو خاک غمناک	پیراہن صبر تھا کبھی چاک
اشک قطرہ کے متصل تھے	گہ لخت نہ پارہ ہائے دل تھے	نالش اسے چرخ سے بہی تھی	اسکے چرخ پہ جیسے بجلی تھی

کیا دے کیا ہے فتنہ سیاہ آہ — گر یون ہی تو مین بچی اللہ
وصلت کی شب اضطراب کر کر — رکھونگی گلے پہ ٹیکے خنجر
کیا غیر سے مجھکو آشنائی — مین عقد مین قیس کے ہون آئی
اُس بن اگر ہو فرشتہ و حور — سائے سے مجھے خدا رکھے دور
مجنون وہ ستم رسیدۂ عشق — بیچارہ و جور دیدۂ عشق
دلدادۂ درد مستمند شیدا — ہم صحبت وحشیان صحرا
بے مونس بے رفیق بے یار — سرگشتۂ دست عشق پرخار
ہے کوئی شفیق و محرم اسکا — نے جز غم دوست ہمدم اسکا
یون ہو بیٹھا تھا اسکو صدمہ آہ — از تنبلے ہوا جون پر کاہ
گذرے تھا یہ ہجر لیے دلبر — ہر روز ہزار سال اُس پر
ہر پارہ سنگ پر بصد درد — لکھتا کبھی شعر عشق پر درد
تجھے کیسے خود کو خاک خاک — تھا خاک پہ جیسے گوہر پاک
لگا ہے گفتہ جو گردون — کہ شکر گذار ہی ہے مجنون
وارفتۂ عشق از سر وجد — سرگشتۂ درد امین نجد
بیمار غم وصال لیلی — مونس نہ بجز خیال لیلی
کہ شکوۂ ہجر کم نگاہی — گہ اُس سے ہی غمزہ عذر خواہی
گہ بر قدم خیال گر گر — پروانے کی طرح گرد پھر کر
لکھتا کبھی شمع بزم عشاق — تجھ بن ہی ابتو زندگی شاق
اکثر صحرا کی خاک چھانون — اس بیت کا لطف کچھ اُٹھا تو
یہ مجنون تر در تلک ہی لرزہ — شب شمع صفت ہے بصد سوز
آنکھین ہر رنگ درد کی ہین — غزل کا کہہ حمید خون مین
آغوش میں اپنی کی تو ہو مست — خمیازہ کی صرف ناز مین دست
کیا زمزمہ سامعہ کو بھاوے — آواز تری ہی جب نہ آوے
یون ہی سید مرگ بیٹھا — خون جگر اپنا روز پیتا

رحم خوردن نوفل برحال زار مجنون برائے شادی او مصاف کردن با قبیلہ لیلی



نوفل تھا نامی اک سردار — کار بد و نیک سے خبردار
در قوم عرب بزور شمشیر — ملک اُسنے کیا تھا اپنا تسخیر

باشندۂ بیشہ ہاے شیران — ہم پنجۂ بازوان شیران
عالی نسب و بزرگ ہمت — شاہنشہ کشور شجاعت

تھا ذوق شکار اس جوان کو — پھرتا لئے فوج بیکران کو
ہر دم لئے دام وار ہر سو — سرگشتہ پے شکار آہو

اکدن اسی دشت سے قضارا — نوفل کا بھی ہوگیا گذارا
رکھے بارادہ درکمان تیر — ہر غار پہ تھی تلاش نخچیر

دیکھا سر غار ایک مجبور — ہو جیسے کہ خشک مردہ درگور
محنت زدہ ستم رسیدہ — از دفتر دوستان جریدہ

زائل ہوش و حواس اسکے — وحشی کئی آس پاس اُسکے
بیٹھیں کئی درد فراق محبوب — پڑھتا آہستہ جیسے مجذوب

مجنون کو جو اسطرح سے دیکھا — نوفل کے تئین ہوا پریکھا
پرسش کی اسکی داستانکی — پر تاب نہوئی اسے بیان کی

ہر چند کیا خطاب اس نے — لیکن نہ دیا جواب اُس نے
آخر پوچھا کسی سے ہو تنگ — کس کے لئے ہے یہ اتنا بے ننگ

جو اسکو خبر نہین بدن کی — جانے کی طمع نہ ہے کفن کی
بیٹھا ہے جو ن برہنہ و عور — مجذوب ہے اسکا جذبہ ہے دور

بتلایا کسی نے ایکن ہے — عاشق اسیر یہ مردہ تن ہے
جو کوئی ہے اُسکا نام لیتا — تب اُسکو ہے یہ جواب دیتا

جو باد ہے کوے دوست لاتی — ہے جان مین اسکی جان آتی
جو نجد سے ابر تر اُٹھے ہے — گریان ہو یہ شور کر اُٹھے ہے

کھوج اسکا جو اہل دل ہین پاتے — شہرون سے ہین دیکھنے کو آتے
لا آب و طعام جو رکھے ہے — ہو بے مزہ منھ کو موڑتے ہے

لا جرعہ آب بعد ایک ماہ — کرتا ہے بہانہ کوئی ہر خواہ
یعنی ہے یہ شہر دوست کا آب — تو چاہ سے پیوے ہے یہ بیتاب

کوئی ذکر نہین ہے اسکو مرغوب — الا بزبان حدیث محبوب
مجنون ہے بحرف نام اُسکا — ہے اب یہی ٹیلہ مقام اُسکا

نوفل زبسکہ خستہ دل تھا — الفت کی گلی مین پابگل تھا
کہنے لگا دل سے اے جوانمرد — آخر تو بھی ہے صاحب درد

اس فتنہ کی اب تو ہمرہی کر — اس کام مین تو نہ کوتہی کر
رخش کے تھا وہ پشت پہ تنگ — لا بیٹھا اتر کے وہ زمین پر

معلوم حقیقت اسکی جب کی — باتین بھی کین تو اُسکے ڈھب کی
دیکھا اسکو شریک کام آخر — مجنون ہوا ہمکلام آخر

اس شوق کے ساتھ گفتگو کی — گویا تھی یگانگی کبھو کی
باتون مین جو اسکی درد پایا — نوفل نے کمال خط اُٹھایا

پھر کہنے لگا کہ اے برادر — تو آپ کو یون ہلاک مت کر
معشوق کی گر تجھے طلب ہے — دشوار یہ کام اتنا کب ہے

رکھ آپکو غم سے تو نہ رنجور — بخشش ہے خدا کی کچھ نہ دور
بازور زرہ سلاح کاری — لیلی کی کرینگے خواستگاری

مجنون نے کہا اے جوانمرد — لگتا ہے علاج سے ترا درد
ہے صاحب نام تو تو اے یار — پر بخت نہ ہونگے میرے بیدار

کسواسطے تیرہ بخت ہوئین / پیچیدہ دام سخت ہوئین
ہو نین تو شکستہ دل نہایت / گر تجھ سے یہ ہو سکے عنایت
اس کام کو رکھ نہ تو ادھورا / کردے یہ مرا سوال پورا
جب تلک کہ ہاتھ نہ آوے وہ ماہ / اس کام سے نکر دست کوتاہ
کی یار وفا نے کوشش اسکی ہر چند / پر شاخ ہوس لگی نہ پیوند
پابندی سے مجھکو تو رہا کر / جو وعدہ کیا ہے سو وفا کر
پھر مین ہون ادھر کا نہ ادھر کا / اک فتنہ ہو درمیان پیدا
نوفل نے سن اس کی بدگمانی / یہ سنکے کہا کہ اے فلانی
اس درد مین مین بھی مبتلا ہون / اس درد مین مین بھنس رہا ہون
ہے مجکو قسم کہ تیری خاطر / ہون مال اور جان سے مین حاضر
ہے شست پہ تیر قصد میرا / تا پاؤن شکار رفتہ تیرا
پر سیر بھی مان تو سخن کو / کھو آپ سے اس دیوانہ پن کو
جب مغز سخن کو خوب جانا / نوفل نے جو کچھ کہا سو مانا
آرام نے دلمین بار پایا / تسکین نے جو کچھ کہا سو مانا
جز راہ رضا قدم نہ مارا / سر پر سر سنگ غم نہ مارا
مطلب کا کر اپنے پاس اسنے / پہنا بجوشی لباس اُس نے
چندے یونہی پرورش جو پائی / طاقت تن ناتوان مین آئی
نوفل باطاعت و محبت / کرتا دل و جان سے اسکی خدمت
بن اُسکے نہ دھیان تھا طرب کا / تھا وہ ہی انیس روز و شب کا
بیٹھے تھے یہ اکدن مقابل / یکدو دیگر بان یکدل
مجنون نے بشکوہ زمانہ / بیتین کئی پڑھ کے عاشقانہ

ہوتے نہین تا نصیب رہبر / کام آوے ہے یار اور نہ یاور
جو تشنہ کو جرعہ آب دیگا / کوثر بھی وہ در ثواب لیگا
گر قصد ترا ہے یہ مسلم / تو ہے یہ مرا سوال اسدم
جو مرد زبان پہ بات لاوے / ہے بات تو یہ کہ کر دکھاوے
ساعی تھے بہت حبیب میرے / پر وصل نہ تھا نصیب میرے
ایسا نہ ہو کر کے اپنا قابو / برگشتہ ہو اپنے قول سے تو
قابو طلبی سے ہو کے ناکام / بدنام ہون خلق مین بزنام
اے خستہ تیر آفت عشق / ہے فن تو مرا بھی محبت عشق
بے عشق نہین مرا دم سرد / ہمسن مین ترا ہون بلکہ ہمدرد
گر کام سے تیرے ہاتھ اٹھا دون / مین تیغ سے اپنی جس بہا دون
جب پاے تو اپنی جنس نایاب / اس رند سے ہے لذت خور و خواب
چندے مگر ساتھ دے تو آرام / تا کام طلب ہو یا سر انجام
رکھی پہ صبر خواہش دل / کاہش لایا نہ کاہش دل
در گوشہ صبر چشم بستہ / بیٹھا تھا اسیر دل شکستہ
دھو گرد رہ ایک دن تن کی / حمام مین شست و شوے تن کی
باتین بہزار ہوش کرتا / مرغوب جو تھا سو نوش کرتا
رنگ اُسکا جو زرد تھا جو خونین / سرخی کی نمود آئی خونین
بن اسکے نہ سیر کو بھی جاتا / بن اسکے طعام خوش نہ آتا
گذرے دو مہ جب یہ عشرت / اور اُس کی برآر آئی صحبت
غم دست افسوس مل رہا تھا / اور دور شراب چل رہا تھا
آغاز کیا سخن کو اسطرح / گل تازہ کرے چمن کو جسطرح

کاے بخبر از غم فراقم ؛ آگاہ نہ از اشتیاقم
تو اپنی ہی نا و نوش مین ہے ؛ لیلی کب تیرے گوش مین ہے

کہنے سے ترے ہوا مین عاقل ؛ ہر حال سے میرے تو ہے غافل
یہ حرف فریب ہو گیا تھا ؛ مطلب یہی تو ہے بس ترا تھا

دی نجد سے تو نے مجھکو دوری ؛ پھر حکم کیا کہ کر صبوری
پھر وعدہ گرم گرم دیکر ؛ آیا ساتھ اپنے مجھ کو لیکر

حمام مین گرد تن دھلائی ؛ پوشاک نفیس سب مجھے پہنائی
مین شاد ہوا کہ دن پھرے ہین ؛ پھر کوئی گذشتہ سن پھرے ہین

تھا وعدہ ترا کہ ہو خردمند ؛ لیلی سے مین دونگا تجھکو پیوند
سو دیکھ لے وہ بھی کر چکا ہون ؛ لیلی نہ ملے تو مر چکا ہون

کی ٹاک یہی اگر درنگ تو نے ؛ شیشہ مارا یہ سنگ تو نے
نوفل بحدیث گرم مجنون ؛ شد شعلہ آتش و جگر خون

یون حکم کیا مین ہون سفر پر ؛ تیار ہو جلد میرا لشکر
کر عزم دیار و کوے لیلی ؛ پویان ہوا وہ ببوے لیلی

یون سر پہ وہ خود تھا طلائی ؛ سورج کو بھی جس سے حیرت آئی
ہمدست جو تھین رہ کی کڑیان ؛ جاتی تھین بڑے نکے بیچ کڑیان

شمشیر کمر مین وہ صفا جوش ؛ بجلی کے بھی اوڑ گئے ہوش
ہر طور عرب عمامہ سر پر ؛ ہو چرخ کبود جس سے ششدر

آہستہ وہان بہیر و بنگاہ ؛ وہ فوج مین جون ستارون مین ماہ
پہونچا جو قریب شہر مقصود ؛ قاصد کو کیا وہان سے بدرود

پیغام دیا کہ ہم بانبوہ ؛ آئے ہین بقصد کارچون کوہ
لیلی ہم پاس بھیجدیجئے ؛ ورنہ سامان جنگ کیجئے

باتین جو کچھ اسکے حق مین بہتر ؛ بیجا ہون جو کرون کہ ہون سکندر
بہتر ہے جو تشنہ آب پاوے ؛ تا آب رسان ثواب پاوے

کچھ لطف نہین پیام پر نور ؛ پروانہ چراغ سے رہے دور
قاصد نے دیا جو نہین پیغام ؛ پہونچا تھا سخن قریب دشنام

جو لیلی کے باپ کی زبان پر ؛ اتنا ہی کہا کہ ہان نکر دیر
گر آپکا قصد جنگ پر ہے ؛ تیغ اپنی بھی رومی سنگ پر ہے

گر غرق ہو تم بجوی خنجر ؛ تھا زور وہ فلک پہ یان بھی لشکر
لیلی کی طلب ہے تجھکو بیجا ؛ ناحق نہ پکا تو خام سودا

لیلی کا مقام ہے بہت دور ؛ وہ ماہ تمام ہے بہت دور
لیلی کی ہوس ہے ماہ خورشید ؛ پھرتے ہین بروی چرخ نومید

گر ہے یہ ہوس کہ کیجئے فتح جنگ ؛ لیلی پہ کرین گے عرصہ ہم تنگ
تو ہم بھی نہین کچھ اتنے کمزور ؛ ہے اپنے بھی سر مین جنگ کا شور

قاصد سنکر جواب پیغام ؛ آیا سو خیمہ گاہ ناکام
بار دگر اسیر ہو غضبناک ؛ سکھلا یا کہ کیجیو ہو کے بیباک

کاے بیخبران مین مبتلا ہون ؛ انسان نخورندہ اژدہا ہون
ہے مجھے تمھین کنار بہتر ؛ اس جنگ سے ہے فرار بہتر

لیلی ہے اسیر دام محبت ؛ کیا لطف ہے تم اٹھاؤ ذلت
پیغام رسان نے جو یہ مضمون ؛ ہر حرف سے جسکے ٹپکے تھا خون

جاکر کیا یہ تلخی اظہار ؛ وہ صاحب لشکر گرانبار
آشفتہ ہوا بجوش آیا ؛ ہو کے سلاح پوش آیا

آپس سے جب اٹھ گئی صفائی
ہونے لگی یکدگر لڑائی

مارے گئے جنگجو ہزاروں
زخمی گرے روبرو ہزاروں

ہوتا تھا برائے قتل آئین
پیدا سر راہ دم الآخرین

کرتی تھی یہ قبض روح تنگی
ہر لحظہ صدائے کوس جنگی

کوئی تھا گلو بریدہ بسمل
باہر تھا کسی کے سینے سے دل

ہر کوئی تو خیال جنگ میں تھا
مجنون تو اسی ترنگ میں تھا

تھی کس سے فکر قتل اعدا
وہ یہی ہی فکر قتل میں تھا

تھا دوست سے اپنے بسکہ یکتان
چاہے تھا دعا کہ فتح دشمن

میگشت اڑان میں خون نوش
یا شاہد خرمی ہم آغوش

[illegible] نقصان میں
ہم معرکہ دلاوران میں

کرتا نہیں کیوں علم تو شمشیر
بتلا ہمیں اس کی وجہ تاخیر

تب اس نے کہا کہ اے فلانی
ہے ہے من یار و تیغ رانی

دشمن سے ہر ایک لڑ سکے ہے
کوئی دوست سے کب بگڑ سکے ہے

واللہ نہیں ہیں خستہ و زار
ادھر کی شکست کا روادار

واں غصے سے خم ہو گر جبیں پر
دے ٹیکو میں یہاں سر زمیں پر

واں شیر کا رنگ گر زبوں ہو
یاں چہرہ تمام غرق خوں ہو

آرام وہی ہے میرے جی کا
یارب نہ ہو اسکا بال بیکا

و نہ ہو اپنی جان کا غم
کیا ہو اسے جہان کا غم

نہ دل بشر ادب [illegible]
اندام بلا سے تھا عرق گیر

شب تیرہ ہوئی ستارے نکلے
شعلہ گیا چھپ شرار نکلے

زر بر عجم از رنگ سیماب
آنکھ نہیں سپہ کسی کو خواب

شمشیر زنی سے لاشیں گر گئیں
تلواریں کشاکشی سے گر گئیں

جز مرگ نہ تھا کوئی نظر میں
تھے کشتوں کے پشتے رہگذر میں

لوہو سے درخت تر بتر تھے
گویا پرکالۂ جگر تھے

گویا وہ جگہ تھی جائے نخچیر
آہو سے کئے پڑے تھے واں شیر

سر تن سے جدا کوئی پڑا تھا
کوئی خستہ بجاں لوٹتا تھا

واں ہو رہی تھی جنگ یہ پر غم
پڑھتا تھا دعائے صلح ہر دم

اک ایک سے گرچہ جنگجو تھا
پر اسکا تو صلح رو تھا

مانگے تھا خضر صفت دگر کی
تھا خوش یہ شکست سے ادھر کی

پوچھا اک شخص نے کہ اے یار
پھرتا ہے تو کیا برنگ پرکار

خونریزی سے بحر خون میں ہے
کیوں خشک یہ تیری آستیں ہے

دشمن سے ہے تجھ کو کیوں مدارا
یہ بات تو مجھ سے کہہ خدارا

جس جا پہ کہ ہووے دوست دشمن
واں چاہیے ہو کے موم آہن

آتی ہے واں سے بوئے الفت
پھر کیونکہ میں ان سے عدوئے الفت

توڑے گرہ آرموئے لیلی
کیونکر ہو ان میں روبرو لیلی

واں تو کمر میں گر ہے تاب
یاں تشنہ جان ہے موج گرداب

واں گرد ملال دل پہ گر آئے
یاں خاک میں جا ملے تن بھی نکل جائے

سچ ہے کہ کبود یار جانی
مرنا ہے حیات جاودانی

یہ سنکے نے جب نہ یہ مضمون
رو رو یا وہ بہت بحال مجنون

تا وقت غروب تھی لڑائی
شام اتنے میں میں میاں جو آئی

مردان سپاہ زخم خوردہ
آسائش خوابگاہ مردہ

اتنے میں ہوئی جو صبح دشمن
پنہاں ہوئے خواب میں وہ گلشن

گل بکھرے جو تھے چمن کے جھڑ گئے — وہ نقش و نگار سب بگڑ گئے

مردان باارادہ صف جنگ — کردند و گریہ نیزہ آہنگ

لیلی کی فوج تھی بانبوہ — دب جاتے تھا اسکی شان و شکوہ

نوفل کو ہراس سے آیا — تا صلح کا حرف منھ پہ لایا

قاصد کو ادھر کیا روانہ — ظاہر کرے تاکہ یہ فسانہ

کاے نامور زمانہ باللہ — گر ہو مگر دلین جنگ کی جاہ

اک شخص جنون زدہ کی خاطر — ہمت سے نہین ہوا ہین قاصر

ہے صلح ہین وہ نازنین دہ — جان تلخ اجل کو انگبین دہ

آگے سے ہے رسم آشنائی — اس بات مین کچھ نہین برائی

قاصد نے کہا جو ہین چاکر — راضی ہوا وہ رئیس لشکر

آیا رخ صلح پر جو ان رنگ — موقوف رہی وہ گرمی جنگ

مجنون نے سنی جو یہ حکایت — آیا وہ بر سر شکایت

نوفل سے لگا یہ کہنے لے یار — تو اور کسی کا ہو مددگار

بس دیکھ لی مین نے تیری یاری — بیجا ہے مری اُمیدواری

سمجھا تھا مین تجھکو صاحب عزم — تجھ سے تو نہ کچھ ہوا اگہہ رزم

نے بر سر دوستی تو آیا — نے دوستی دوست کو ملایا

شمشیر زنی مین تیری دیکھی — ناوک فگنی مین تیری دیکھی

وہ رات گھمنڈ کیا ہوا کہہ — وہ تیر ہمند کیا ہوا کہہ

وہ مغفر و خنجر اب کدھر ہے — منھ پہ ترے صلح کی سپر ہے

گر صلح ہوئی تو مین جیا کب — جام مے دوستی پیا کب

بخت اپنے سے اب بجنگ ہون مین — اس صلح سے حد تنگ ہون مین

ہے عمر فراق کو درازی — بس ہو چکی تجھسے چارہ سازی

مین دشت مین پرالم پڑا تھا — سایہ مرے سر پہ نجد کا تھا

رکھتا تھا مین آدمی سے نفرت — دن رات تھی وحشیون سے صحبت

ہر زانہ سے دوستی رکھے تھا — آنکھین کبھی بند تھین کبھی وا

عالم مین جنون کے شاد تھا مین — ہر چند کہ نامراد تھا مین

آزاد پڑا تھا من کو مارے — عالم کی زبان سے تھا کنارے

تو نے مجھے لا کے دانے اکبار — کس پیچ مین کر دیا گرفتار

جو مجھ سے وہ کوہ و دشت چھوٹا — لشکر نے ترے مجھی کو لوٹا

نے لیلی ہی میری ہاتھ آئی — نے اُس سے رہی وہ آشنائی

اب دوستی کھنچ گئی سو کے جبر — کیجئے کس منھ سے دعوی صبر

ہے اب یہ یقین کہ تا بہ محشر — آوے گی صبا نہ وانکی ایدھر

یہ پیچ ہے کہ دل سے دلکو ہے راہ — بیزاری سے اُسکی ہون مین آگاہ

اب یہ مرے درد کی دوا ہے — مجھ سے مرے یار کو ملا دے

سن سوز و گداز قیس نوفل — بولا کہ کف افسوس مست مل

یون یاس سے گفتگو تو مت کر — اور نجد کی آرزو تو مت کر

غافل ترے کام سے مین کب ہون — مصروف اُسی مین روز و شب ہون

یہ صلح بہ مصلحت ہی نے کی تھی — کس واسطے فوج مین کمی تھی

جب اپنی حدود پر مین آیا — دیکھے گا کہ فتنہ پھر اُٹھایا

اک فوج گران بلا دنگا مین — تب لجبہ خون بہا دنگا مین

قاصد تھے رواں پئے طلب مین — تھا جوش قبائل عرب مین

بغداد سے لیکے تا مدینہ — تھے دشت نورد اہل کینہ

چندے بخیال جمع انبوہ	تھا نوفل برگزیدہ چون کوہ	جب جمع ہوا تمام لشکر	با نیزہ و تیر و خود و خنجر
	شاہانہ شکن ہوئے گلہ مین	آیا وہ اسی مصاف گہ مین	

مصاف دوم و فتحیاب شدن نوفل از قبیلہ لیلی و دیگر حالات آن

کرتا ہے القصہ جنگ ثانی	یون توسن خامہ خوش بیانی	یعنی کہ جمع فوج نوفل	لگتا تھا جیسے نہ دل بادل
آیا جو شکوہ و دبدبہ سے	کانپ اٹھی زمین زلزلے سے	سالار قبیلہ ہو کے مضطر	آیا سر بام رزم یہ مضطر
کیا دیکھے کہ اک گھٹا اٹھی ہے	اندھیر جہان بلا اٹھی ہے	صحرا سے تیرون کے ہے نیستان	شیران سپہ ہین ہین غزالان
ہم کوس کی ہے صدا جگر دوز	ہم نعرہ کرتا ہے نگو سوز	کر جلدی سے جمع وان قبائل	آیا وہ حریفون کے مقابل
بازار نبرد پھر ہوا گرم	اس درجہ کہ ہو گئی ہوا گرم	پتھر یہ لگا جو زخم کاری	تھا سنگ سے خون لعل جاری
شانون سے گذر کے تیغ چالاک	تھے ہوش ربائے مار ضحاک	نیزون سے زرہ جو چھن گئی تھی	غربال قبا بھی بن گئی تھی
تھی چہرون پہ جنگ کی گرد تغیر	دھوتے تھے اسے آب شمشیر	کوشش جو کی جب دو صف افزون	پھرتا تھا عنان گسستہ مجنون
جو خصم پہ درہمی سی آئی	نوفل نے وہ فتح کی لڑائی	کشتون کے بسکہ پشتے تھے دامن	لاشون کی ہزارون پشتے تھے دامن
آئے نوفل کے در پہ یکسر	پیران قبیلہ قید ہو کر	کر دست الم بداد خواہی	بولے وہ بحالت تباہی
یعنی کہ ستم رسیدہ ہین ہم	مظلوم و جفا کشیدہ ہین ہم	مارے گئے اپنے اقربایان	کس کس کا کہین کہ خون بہا یان
یہ کون کشاکشی ہے زنہار	اب ہم سے تو ہو دست بردار	ہم جتنے کہ ہین اسیر بندی	حاضر ہین پے نیازمندی
نوفل نے کہا کہ سب ہین [illegible]	لیلی کا بتاؤ پھر ٹھکانا	آیا پدر بزرگ لیلی	بر چہرہ و بخت خوردہ نیلی
نوفل سے کہا کہ اے جوانمرد	ہے رخ پہ مرے شکست کی گرد	یان سے مرے ہو جتنے غرق خون	ان کشتون کا خون ہے تیری گردن
جی مین ہے کسی کو منہ نہ دکھلاؤن	اک کھینچ کے آہ سرد مر جاؤن	قوم اپنی ہین نام ہے ہمارا	یہ ننگ نہین ہین گوارا
دیوانے سے کیا ہو پیوند خویشی	مطعون ہو تو یان ہے فتح اسکی	آشفتہ خرد وہ نوجوان ہے	سر حلقہ خیل بیخردان ہے
رکھتا ہے جنون کا تیر سر مین	رسوا ہے ہر ایک انجمن مین	اس بیخبری سے اسکو نہ ہوش	مطلق نہین جو ہر ہوگئے آمیز
پھر ایسے سے ملاتی کو کیونکر	دیو سے کوئی اہل ہو نہ ہمسر	یہ حقیقت ہمین نہین گوارا	رسوا تو نہ کرتے ین خدارا
نوفل نے سنی جو یہ کی زاری	بولا بطریق غمگساری	کا ہے صاحب دانش و خرد کا	کیا لگتے ہین ہم نے ...

دی اسکو خوشی سے وہ سمن بو ۔ ورنہ مختار کار ہے تو
لیلی کا پدر ہے تنگ تاب ۔ رخصت تو ہوا جو تھین جناب
آیا بر نوفل خردمند ۔ پر خشم بر آتش جگر بند
ہے تنگ میان آشنائی ۔ جو دوست سے کیجیے بیوفائی
آیا ترے دام مین مرا صید ۔ کیون تو نے رکھا نہ اسکو در قید
یہ کہتے ہی وہ جگر دریدہ ۔ صحرا کی طرف ہوا رمیدا
آخر بکمال یاس و حرمان ۔ راہی ہوا پھر سوے بیابان
دل سینے مین اسکے غرق خون تھا ۔ اور سر مین جو تھا وہی جنون تھا
 ۔ آیا عرب اپنے ملک کے شاد

شیوا نہ ستمگری ہے اپنا ۔ ہر کام بدلبری ہے اپنا
لیلی ہوئی اپنے گھر کو راہی ۔ مجنون پہ بس آگئی تباہی
کالے دوستا یہ کیسی دوستی ہے ۔ یہ بھی کوئی وضع آشتی ہے
جو تو نے کہا کیا نہ افسوس ۔ مقصود مرا ہوا نہ افسوس
ڈر کسکا ہے تیرے دل مین آیا ۔ لیلی تو مجھ تلک نہ لایا
کرتا ہوا شکر سو زبان سے ۔ بھاگا وہ عنان شکستہ وان سے
وا اسکا ہوا نہ عقدۂ دل ۔ ہر گام پہ رہروی تھی مشکل
نوفل جفا ام و خستہ سینہ ۔ من بعد شکستہ اہل کینہ
نقارۂ فتح تھا بہ فریاد

نومید شدن مجنون از ملاقات لیلی و شکایت کردن نوفل و رفتن در نجد

کرتا ہے یہ کلک فکر تحریر ۔ یعنی کہ وہ دردمند دلگیر
تھا ہر تل و دشت میں شتابان ۔ تاپے تھا صبا صفت بیابان
جاتا تھا گہر فشان مژہ سے ۔ آگاہ نہ تھا پر اپنی رہ سے
بہر قتل غزال عزم او دیر ۔ خنجر بکف از پی شہ نخچیر
صیاد نے جو سوار دیکھا ۔ کرنے لگا دل مین کچھ یہ کھیا
خون انکے کا جھوٹے تو بہا کر ۔ ان قید ہوئی تیں ۔۔۔ کر
چشم انکی ہے رشک چشم محبوب ۔ اور ساق و سرین ۔۔۔
ہر دم نگہ کمند جان ہے ۔ ہر چشم سیاہ خونفشان ہے
مین چاہتا ان کا ہون شفائی ۔ کرانپہ ستم تیغ آزمائی
صیاد نے جب سنا یہ مضمون ۔ حیران رہا ہر ۔۔۔ مجنون
قوت فرزند و زن یہی ہے ۔ اک عمر سے میرا فن یہی ہے

آشفتہ سر ہوئے وفادار ۔ نوفل سے جدا ہوا جو ایکبار
نوفل کی حکایت اسکے لب پر ۔ طالع کی شکایت اسکے لب پر
دیکھا سر راہ ایک صیاد ۔ دام اسکے مین آہوان خوش زاد
مجنون جو قریب اسکے آیا ۔ سرگرم بہ ذبح اسکو پایا
مجنون نے کہا ہراس ۔۔۔ کر ۔ تو مردیسے اپنے پاس ۔۔۔ کر
کسواسطے سب غریب ہین یہ ۔ اور وصل سے بے نصیب ہین یہ
ہر عضو مین دلبری کی خو ہے ۔ ہر غمزہ میں کافری کی بو ہے
انداز وہ بھوکے دیکھنے کا ۔ دیتا ہے نگاہ یاد لیلے
خوش نیست بغیر ظلم طفلیان ۔ گردن تم ان جنین غریبان
پھر یوں لگا کہنے جوان رعنا ۔ ۔۔۔ گردن کیا
یہ تو خالی کہ ہے کیا حکایت ۔ ۔۔۔ مجھے نہین ۔۔۔ قیمت

کسواسطے گنج بخش ہے تو ... باساز و براق رخش ہے تو
صیاد نے اعتبار پایا ... یعنی کہ بڑا شکار پایا
ازبس مجنون کا عشق فن تھا ... آنکھون پہ انھونکی بوسہ زن تھا
کیونکر نہ مین انکو جی سے چاہون ... ایسی چشمون کا مین فدا ہون
لوٹے تھا کبھی وہ ساق پا پر ... گہ گردن و گوش خوشنما پر
پھرتا تھا برنگ سیل سرمست ... برجیب رسی ارادہ دست
جواسے مین شب کی نمایان ... تاردن سے فلک کا چراغان
یاد سر زلف یار کرکے ... رویا وہ بہت پکار کرکے

مجنون نے یہ سنکے اسپ شہزاد ... جون صید دیا بدست صیاد
گھوڑا لیگیا وہان سے گھر کو ... مجنون آہو لیے ادھر کو
کہتا تھا کہ مین یہ چشم دانا ... یہ چشم ہے چشم یار مانا
ہوکر کے سرین یار کا مست ... پھیرے تھا کفل پہ کر سے دست
آہو تھے بدشت اور بیابان ... یہ نعرہ زن اندران بیابان
ازبسکہ سلاح تن پہ بار تھے ... وہ اوس سے بھی کھینچتا تھا آزار
پروانہ صفت یہ زار و رنجور ... رنجور ہوا بخواہش نور
لب پر وہی آہ تھی بس ... ہمدم وہی شب سیاہ تھی بس

توسن قلم حکایت انگیز ... تقریر سخن مین جو ہے اب تیز

خلاص کردن مجنون گوزن را از دست صیاد

یعنی کہ بر آن اسیر پرسوز ... آئی جو ہین سر پہ آفت روز
تھا وادی شوق مین روانہ ... پڑھتا وہ نشید عاشقانہ
ناگاہ جو پہونچا ایک جاگاہ ... دیکھا وہی دام بر سر راہ
وہ غمزدہ تھا بجان ناشاد ... اور مائل ذبح اسکا صیاد
رہنے دے کہ زندگی کرے یہ ... چندے تو یونہین چگے چرے یہ
آزردگی عشیان نہین خوب ... خونخواری بے زبان نہین خوب
مانا نہ مین اسکا خون کرونگا ... پر مفت بھی تجھکو مین نہ دونگا
مجنون نے بدن سے رخت کر دور ... آگے رکھا اسکے خود رہا دور
آیا طرف گوزن آزاد ... وہ دیکھکے اسکو ہوگیا شاد
پھر اس سے کہا کہ کیا بلا ہے ... تو جفت سے اپنے کیون جدا ہے
اے پردہ کشاے وادی کوہ ... وے خیمہ نشین نخل انبوہ
تیری ہے بوے گل سے خوشبو ... اور چشم ہے رشک چشم آہو

جو غنچہ کھلا دم صبا سے ... جون نالہ اٹھا وہ اپنی جا سے
مضمون فراق بر زبان تھا ... لب پر وہی محشر فغان تھا
تھا اسمین گوزن اک گرفتار ... روز طرب اسکا تھا شب تار
مجنون نے کہا یہ جاکے نزدیک ... اس صید کا روز کر نہ تاریک
ہو دیگا جو خون مفت اسکا ... کیا تجھکو ملے گا جفت اسکا
صیاد یہ سنکے حرف مجنون ... بولا بہ عبارت دگرگون
صیاد پہ ظلم کب روا ہے ... گو مول تو لے تو کم بہا ہے
صیاد وہ لیگیا اسباب ... یہ عور رہا بجان بیتاب
پھیر اسپر درد بہ دست شفقت ... کی ساتھ اسکے بہت سی الفت
ہون جب سے مین اپنے یار دلبر ... ہے میری طرح سے تو بھی مضطر
نکلے ہے تجھی مین شیوہ یار ... سو جان سے ترا ہون مین خریدار
ہر عضو مین تیرے دلبری ہے ... جو عضو ترا ہے سو پری ہے

تاراج ہو کیون نہ خواب و آرام
ہین دشمن جان کے گرد دو دام

یارب تو رہے ہمیشہ جیتا
آب از لب چشمہ سار پیتا

من بعد نہ رنج دام دیکھے
عشرت ہی تو صبح و شام دیکھے

پہلو مین ترے ہو جفت تیرا
آرام سے تو کرے بسیرا

جانون ہے نہین تو ہے محرم یار
بیہوش ہو تیری بو سے ہشیار

چرنے کو ترا جو وان ہے جانا
اتنا مرے یار سے کہہ آنا

کاے پردہ نشین سر حصاری
فریاد ز دست بیقراری

تو مجھ سے جدا نہین ہون تجھسے دور
دیدار بغیر چشم ہے کور

بس اب نہین صبر و تاب طاقت
ہے دلبر تو لحظہ لحظہ آفت

جز یاد نہ درمیان ہے کوئی
جز آہ نہ ہمزبان ہے کوئی

یان لیل و نہار کا ہے یہ طور
اور حال مرا ہے اور اور

اسطور کے صد ہزار مذکور
کرتا تھا وہ دردمند مہجور

لیلی کے قریب تھی چراگاہ
اودھر کو گیا گوزن ناگاہ

یہ مثل صبا چلا وہان سے
کہتا ہوا کچھ کا کچھ زبان سے

جو اسنے مین روز ہو گیا شب
روشن ہوئے جون چراغ کوکب

پھر روز دوم جو صبح آئی
مجنون پہ بلا سے تازہ آئی

پھرتا تھا وہ دشت و در مین تا
ہر چار طرف خراب ہوتا

تھی حر تموز سے بے تاب
رخسارہ جو تھے گرفتہ مہتاب

اک نخل کا سایہ خوش جو آیا
وان اُسنے ذرا قرار پایا

پھر سبزہ حوض پر نظر کی
کلفت جو وہ دلبہ تھی بدر کی

اس سبزہ کا لکھون رنگ سیراب
اس حوض کی با صفائی آب

سبزہ تھا پر شیونکی مژگان
اور حوض مثال آب حیوان

ٹھہرا جو وہان پہ ایک دو ساعت
پائی دل و جان نے اسکے راحت

دیکھے تھا بچشم ناشکیبا
ہر دم طرف رخت زیبا

ناگاہ دران مقام چون باغ
دیکھا سر شاخ اسنے ایک زاغ

چون ماتمیان تمام سیہ پوش
چون مرغ زبان بریدہ خاموش

دیکھا اسکے تئین یہ خوب دیا
اشکو نے غبار دل کا دھویا

کہتا تھا بنوحہ ہائے لیلی
تجھسے نہ ملا مین وائے لیلی

پھر اسنے کہا کہ اے ہمہ نور
کیون تو رہ شب مین ہے تو مستور

یہ رنگ ترا سیاہ کیون ہے
تو میری طرح تباہ کیون ہے

مین خستہ ہون سوگوار لیلی
یا تجھکو ہے خار خار لیلی

مین آتش غم پہ کھاؤن ہو جوش
ہے دود صفت تو کیون سیہ پوش

در سوختگان سے آشنا ہے
پھر مجھسے گریز تجھکو کیا ہے

جاوے تو اگر بکوے لیلی
دیتا ہون پیام سوے لیلی

کہیو کہ پرند با خبر ہون
مجنون کا مین مرغ نامہ بر ہون

یون اسنے دیا ہے تجھکو پیغام
کاے حسن تو تیرہ رنگ سے ایام

آ جلد کہین مری خبر لے
دو نال پہ اشک چشم تر سے

تھا وعدہ ترا بلاؤنگی مین
یا آپ ہی تجھ تک آؤنگی مین

سو تو نے نہ مجھکو بھی بلایا
نے تیری طرف سے کوئی آیا

ہے یان الم فراق سے جبر
کیا فائدہ آئے گر مری قبر

سن سنکے یہ سوز ساز وہ زاغ
اڑکر اک دیگیا نیا داغ

پھیلاے پر اپنے زاغ شب نے
کھولین زلفین عروس شب نے

مجنوں کا تھا اس حالت سوز
تھا اگرچہ میں شمع وار تا روز

یہ مرغ سحر ہوا جو دلکش
مشرق سے ہوئی نمود آتش

ہر سطر زمیں کی سرنگوں تھی
تکلیف فزائش جنوں تھی

مجنوں پہ سیر نسیم آسا
پھرتا تھا ادھر ادھر ہراسا

سودائے جنوں دماغ میں تھا
اور شعلہ دل کے داغ میں تھا

جلتا تھا جگر ہی تپ ہجر
تھی دن کو بھی روبروئے شب ہجر

تا گر جو کرے نظر وہ مہجور
دیکھی اک پیرزن سے دور

ساتھ اسکے اسیر دست بستہ
زنجیر میں تھا بحال خستہ

ادبے کا تھا طوق زیب گردن
زنجیر دبغل اسکا زیور تن

مرتا تھا فقیری پر وہ اپنی
تھا شاد اسیری پہ وہ اپنی

مجنوں نے جو وہ اسیر دیکھا
سخت اپنے تئیں حقیر دیکھا

سوگند دلا کے پیرزن کو
پرسش میں ادا کیا سخن کو

اے مادر مہرباں کر اظہار
بندی کس کا ہے یہ گرفتار

کیا اسنے کیا ہے عشق کا فن
زنجیر میں کیوں ہے اسکی گردن

تھا میں بھی اسیر بند لیلی
کیا یہ بھی ہے دردمند لیلی

ہے اسکی اسیری پہ مجھے رشک
آنکھوں سے چلے ہی آتے ہیں اشک

دل سینے میں میرا درز پہ ہے
عالم عجب اس اسیر پر ہے

تب اس نے کہا کہ اے وفاکیش
میں بیوہ ہوں اور یہ ہے درویش

ہو کے یہ بالکل دشتر ناچار
میں اسکو لیا ہے حیلہ کار

پھیروں ہوں میں ہر ایک در پہ اسکو
روٹی کیلئے ہے یہ تک و دو

ہوتا ہے جو کچھ کہ اسمیں پیدا
کر لیتے ہیں نصف نصف حصہ

مجنوں قدم عجوز پر سر
رکھکر یہ لگا کہنے مادر

زنجیر دے ان سے جو ان کے دا کر
تو قید میں مجھ کو دست و پا کر

کا شغفتہ زلف یار ہوں میں
زندانی بیقرار ہوں میں

تو پھیر مجھے بغل دو زنجیر
جس جا چاہے برائے تشہیر

اس کام میں آئے جو ترے ہاتھ
شرکت میں نہیں ہے ان میں اسکے ساتھ

بے شرکت کے وہ مال تیرا
گر آئے ادھر خیال تیرا

بڑھیا نے سنی جو اسکی تقریر
دی ڈال گلے میں اسکے زنجیر

کر کے یہ اسیر تازہ پیدا
آزاد کیا اسیر پہلا

گردن میں رسن جو اسکے ڈالی
پھرتا وہ چلا [illegible] حالی

مت جانیو تم فقیر ہوں میں
لیلی کا فقط اسیر ہوں میں

وہ بیوہ گدائی جو کرے تھی
گلیوں میں لئے پھری تھی

مانگتی تھی ہر ایک سے جو بھیک
تھا روز سپید اسکا تاریک

حالت پہ کوئی تھا اسکے ہنستا
آتا تھا کسی کو اسپہ رونا

کہتا کوئی کیا گناہ کیجئے
جو لوٹے میں اسکا تن دبلے

کہتا کوئی ہے یہ صاحب جن
جھگڑا رہتا ہے رات اور دن

کہتا کوئی ہے جنوں یہ بیہودہ
کہتا کوئی ہے یہ جلوہ بیہودہ

در پر کسی خیمے کے جو جاتا
مستوں کی طرح سرود گاتا

ہر ایک کا خیال کچھ کا کچھ تھا
پر اسکو ملال کچھ کا کچھ تھا

لیلی ہی کا نام پر لیا تھا
یعنی یہ سرود عاشقاں تھا

مٹی کا کوئی مارتا جو پتھر
تلیے تھا پیر ہاتھ دھر کے سر پر

بے زور بے جبر جو خیال کرتا
فی الحقیقت کا نہ کچھ خیال کرتا

رسوائی عشق یہان تھی شان
قیدی کو ہوئے بینوائی
ہر عضو مین اسکے طاقت آئی
پھر کرکے خطاب سوے لیلی
اس واسطے مین ہوا گرفتار
گر دست پہ تیغ و تیر تھا ہے
اور پاؤن چلے ہین خنجر تیر سے رہ
عاشق نہ بنا کر یہ خطائین
دوری کو مری [illegible] رکھے
چندیہ آہ جان خراشی
مین واسطے تیرے دربدر ہون
رسوائیان اتنی مین نے سہی ہین
لیلی کو خبر ہوئی جو ناگاہ
پاؤن مین تری ہی اسکے زنجیر
الفت مین ترے ہے جو گنہگار
یون سنکے کہا کہ کیا جفا ہے
نازک شیشے سے جو چوگران
جس پاؤن کو ہوتا ہے حنا
تو فقیر اجگر جلایا
سب اپنے لیے [illegible] زنجیر
یہ سلسلہ ہی [illegible]

اقلیم جنون کا تھا وہ سلطان
اکدن لیلی کے در پہ لائی
محنت نے دنا دلکو راحت آئی
بولا وہ گدائی کوی لیلی
ناشاد ہو مجھ سے خاطر یار
یہ دیکھ لے یون اسیر ہون بہ
زنجیر کا حلقہ ہے تری چاہ
ہے فرض دنے خطا کا اقرار
رہنے سے مجھے جدا نرکھے
عاشق کو بلا ہے دورباشی
اور راندہ مادر و پدر ہون
جو مین مری پلکون سے بہی ہین
دوری سے تو غرقہ اٹھے وہ
زنجیر کشان ہے اکنے اسیر
آیا ہے وہ دست بستہ لیا
کیا اسنے ترا گناہ کیا ہے
بیداد ہے اسپہ طوق آہن
زنجیر مین وہ یون گرفتہ
کیا تجھکو نہ اسپہ رحم آیا
عاشق کو منہ دیکھا ہے تقصیر
خاتم [illegible] قیدی کی [illegible]

جب ظلم بہت اوٹھالے اسنے
جو اسکو ہوا لگی وہان کی
وان شوق مین تجھکو رو دیا
کہ اے پردہ نشین محل ناز
مجھسے جو گناہ ہوا تھا زیش
گر ہاتھ نے کی ہے بے ادائی
گر دلکش ہون ترا کس آرزو سے
یون چاہیے اب جفا کرے تو
سر پر مرے گر ستک ہے تیار
فرقت کا الم بڑا الم ہے
اب خلق کا دل ہے تنگ مجھسے
اب بھی نہین ہے تجھ تلک راہ
کیا دیکھیے کہ ہے اسیر مجنون
گردن مین وہ طوق آہنی ہے
مجنون کو جو [illegible]
جو زار ہو خود دکھن کے قابل
جس کا فقط ہر استخوان ہے
انصاف [illegible]
اس قیدی عشق کو رہا کر
[illegible] خیال [illegible] بھر دم
[illegible] خود [illegible] غفلت

اور زخم پہ زخم کھاے اوسنے
زنجیر کھلی ہر استخوان کی
جو خون مین رنگ کے سب ڈبویا
پہنے ہے نہ [illegible] تیری آوارہ
تعزیر مین اسکی کی ہے [illegible]
آہن ہے سزاوہ کلائی
شرمندہ ہون سخت تیری [illegible]
ترک ستم و جفا کرے تو
[illegible]
اسپر تو یہان بھی [illegible]
رکھتا ہے قبیلہ تنگ مجھسے
اے کاش مرا ہو قید [illegible]
[illegible] ہے دستگیر مجنون
[illegible] تو زمین
اس قید سے اسکا جی بچا آیا
[illegible]
مجنون سخت ناتوان ہے
[illegible] اور یہ زنجیر
زنجیر [illegible] واسطے [illegible]
[illegible] زخم
[illegible] ہے اور دست بستہ

جو چاہے تو مجھ سے سیم و زر لے / آزاد مرا اسیر کر دے
سنکر وہ پیرزن یہ تقریر / اور لیلیٰ کو باپ کے سخت دلگیر
مجنون کے قریب وہ جو آئی / ہر عضو سے اسکے بند اٹھائی
کر کے اسی التفات پر وجد / وہ خستہ چلا بجانب نجد
وان جا کے وہ زار زار رویا / ویرانہ بن کی دھاڑین مار رویا
اپنون نے خبر جو اسکی پائی / وہ لوگ کہ اسکے تھے فدائی
ہر سو ہوئے جستجو مین پویان / بر دامن نجد قیس گویان
یارون نے کہان کہان نہ دیکھا / پر اسکا کہین نشان نہ دیکھا
مان باپ بھی اسکے آخرکار / نومید اس سے ہوئے یکبار
آیندہ کو ترک جستجو کی / مرجانے کی اسکے گفتگو کی

خوش شدن لیلیٰ از فتح نوفل و باستماع عدم حصول ملاقات مجنون دامن صبر دریدن و پیام شادی فرستادن ابن سلام و قبول کردن پدر لیلیٰ

گوینده کہ صاحب سخن ہے / اس بزم مین وہ تیغ زن ہے
یعنی کہ ہوئی جو فتح نوفل / اور ہاے معاندین گیا جل
لیلیٰ نے جو مین خبر یہ پائی / گاتی تھی سرود آشنائی
خوش خوش وہ میان صحن خانہ / گاتی پھرتی تھی یہ ترانہ
خوش خوش کہ ہوا ہے دوست فیروز / مجنون کی نشاط کا ہے یہ روز
آیا پدر اسکا جب پئے مطلب / پس لیلیٰ کا روز ہو گیا شب
اس نے یہ کی زبان سے تقریر / ٹھہری نہ ہمارے سر پہ تقصیر
گو فتح و ظفر انھون نے پائی / پر لیلیٰ تو اپنے ہاتھ آئی
اللہ نے رکھی اپنی ناموس / تھی ورنہ کمال جائے افسوس
نوفل نے کہا جو مین سو مانا / مجھکو بھی بزرگ قوم جانا
احسان کیا کہ دی نہ لیکر / دیوانے کو اس نے میری دختر
لیلیٰ یہ پدر سے سنکے مذکور / مدفون ہوئی جیسے زندہ در گور
آزردگی اسکے رخ پہ آئی / رنگ رفتہ ہوا ہوائی
سینے سے اک آہ سرد کھینچی / چہرے پہ کبود برد کھینچی
باپ اس کا گیا جو گھر سے باہر / گریے سے کیا گہر انے سب تر
رک رک کے بحال سرنگونی / آنکھون سے بہا کے اشک خونی
کہ طیش سے چہرہ کر دیا لال / گہ حال سے ہو گئی وہ بیحال
بازو پہ کبھی گزند لائی / دندان زدہ کی کبھی کلائی
نے دوست کہ کوئی چارہ جو ہو / نے رشتہ کہ چاک دل رفو ہو
ہمدم کوئی پاس نہ ورنہ غمخوار / حیرت زدہ مثل نقش دیوار
گل رنگ شگفتہ باغ خوشبو / اسکا ہے فسانہ ہر سو کو
ہر سمت گئی جو شہرت حسن / خواہان بلا و آفت حسن
عاشق ہوئی اسکی جی سے / پر اسکو خبر نہ تھی کسی سے
تھی جن کو عرب مین نامداری / برپا ہوئے وہ بخواستگاری
ہر کس بنکاح آن بت چین / می بست بلا کی تال کابین
قاصد ہر شہر سے روان تھے / دلال ہزارون درمیان تھے
پیا اسکا وصل لے بجہت در / لعل جگر پیسے رکھے تھا بر
گو چہرے کا رنگ لالہ گون تھا / باطن مین تمام اسکے خون تھا

شوہر کی کب اسکو تھی تمنا
شوہر اسکا تھا عاشق اسکا

گو صاحب مال تھے خریدار
پر حسن کی جنس تھی بابنار

سن ابن سلام یہ فسانہ
مانند صبا ہوا روانہ

اترا آکے وہ نکو بہر
کچھ چند میان ظاہر شہر

لیلی کے پدر سے کہہ ہو شاد
آیا وقت عروس و داماد

جاکر جو درون شہر پہنچا
اسباب جو تھا سب اسکو سونپا

بعد اسکے کہا کہ یہ جوانمرد
ہے قوم میں اپنی جو ہر فرد

ہے سب سے بزرگ دودری میں
دُرِ گندمی ہے جان دیں میں

کیوں رکھتے ہو اب ہمیں کو کب
خوشنودی اسی کی کر داب

سر اپنا جھکا کے ہوگیا چپ
لایا یہ زبان پہ آخر کار

پر یوں ہی اگر ہے حکم تقدیر
بیفائدہ ہے جہاد و شمشیر

شادیکا کردن میں گل کے ساتھ

کھاتی تھی غم اسکا روز و شب وہ
رکھتی تھی خیال روح کب وہ

سودا کون اسکا کر سکے تھا
حیرت سے ہر ایک منہ تکے تھا

با فرد شکوہ بادشاہی
آیا وہ پے عروس خواہی

قاصد کو بلا کر کہا کہ جا تو
وصلت کا پیام جا سنا تو

قاصد مع تحفہ و تحائف
از قسم خزینہ و ظرائف

خط دیکے کہا بجوش بیانی
پیغام جو اسکا تھا نہانی

گر جنگ کروگے تو لڑیگا
در صلح کروگے مل چلیگا

زر دیویگا جتنا ہوگا درکار
ساتھ اسکے ہیں بہم زر کے انبار

یہ سن پدر بزرگ لیلیٰ
تھی لیلی پہ غش ہی جان جسکی

اقرار سے اپنے کب پھرے ہیں
راضی بخوشی نہیں ہوا ہیں

پر رسم عرب کر استواری
لیجا اُس مہ کو در عماری

ہوا ابر بھی اسپہ گوہر افشان

عقد لیلی با ابن سلام و طمانچہ زدن شمع ہر خود را در شب زفاف

گوئندہ داستان شادی
یوں لکھے ہے حرف نامرادی

آیا پدر عروس خندان
مجلس ہوئی اسی جوں گلستان

یعنی کہ عروس وزر روشن
ناگاہ ہوئی جو پردہ افگن

یوں حکم کیا کہ صاحب کار
آئین باندھیں کوئی بازار

تصویر طمانچہ مارنا لیلی کا ابن سلام کو شب زفاف میں

داماد و عروس کرکے یکجا
ان دونون کا عقد انھنے باندھا

ناچین تھین جمع اہل نغمہ با چرخ
جاتی تھی صدائے نغمہ تا چرخ

ہر گوشہ سرور خرمی تھا
طوفان محیط بے غمی تھا

رقصان تھے جو طائفے پریوار
تالے تھے بفرش خلق سیار

تھا روئے شگفتگی پہ ان رنگ
غم دل سے چنے تھا نالۂ چنگ

جب حجلے مین ہوئی سوار دلہا
کی اُسنے بزیر لب نہان آہ

تک بیٹھتے ہی بس اسنے اُسجا
نرگس سے گلاب گل پہ چھڑکا

باہر تو وہ غل تھا اور سواری
یہ حجلے مین محو شغل زاری

القصہ کہ وہ بت پریزاد
آئی جو بحجلہ گاہ داماد

شب نے تتق حجاب کھولا
مہ نے رخ سے نقاب کھولا

از بہر وصال و لطف صحبت
آراستہ ہوئی نفیس خلوت

جب دونون ہوئے جلیس باہم
تا لطف سے ہون انیس باہم

پایا عمل اسنے ناگوارا
لیلی نے طمانچہ اسکو مارا

وہ ضربت دست آن یکدست
ناچار گرا وہ جیسے بدمست

بعد اسکے کہا کہ مجھ سے رہ دور
کب یہ روا ہے پہلوئے حور

کھاتی ہون قسم مین اس خدا کی
جس نے یہ تری شکل جانفزا کی

نکلے گا نہ جھوٹ سے کام تیرا
ہے اور کے کف مین جام میرا

ساقی ہے جنھین کے دل حزین کی
ہون فدا خستہ سرو نازنین کی

چاہیگا اگر بزور قابو
باللہ کہ تیرین ہونگی نے تو

سنکر یہ کلام اسکی سوگند
اس ہیبت سے ہوا نہ دیدہ خرسند

وصلت کی طمع سے دل اٹھایا
دلدادۂ قیس اس کو پایا

لیکن از بسکہ خوبرو تھی
اور ناز و کرشمہ مو بمو تھی

سو جان سے اوسپہ فدا تھا
دل اُسکا بھی اسپہ آگیا تھا

جون بیٹھے ہے شاخ گل پہ بلبل
نظارے سے اُسکے تھا یہ گل گل

ہر چند کہ تھا کنارہ کش یار
ہوتا تھا یہ سبب صدقے سو بار

کہتا تھا کہ جو تری رضا ہے
دل کا یہی اپنے مدعا ہے

منظور نہین خلاف تیرا
دل تا کہ نہو دے صاف تیرا

اُسکی تو یہ طرز گفتگو تھی
پر اس کی جدی ہی جستجو تھی

در حجرۂ گل وہ غیرت ماہ
تھی باد صبا کی چشم بر راہ

تا نجد سے وہ غبار لاوے
تا نکہت بوے یار لاوے

تھا لب پہ کبھی سرود بلبل
دھرکے کبھی گاتی تھی وہ بیدل

آتی کبھی پیش آب بر گاہ
اشک آنکھوں میں لیکے بار درگاہ

ہر لحظہ بدرد داغ دوری
خیمے مین کرتی تھی ناصبوری

تا آنکہ ہوا یہ راز پیدا
اور عشق نہان ہوا ہویدا

رکھتی تھی وہ کافر ستمگر
نے باپکا ڈر رہا نہ شوہر

افشا کن حسب حال مجنون
یون لکھے ہے درد و غم کا مضمون

خبر یافتن مجنون از شادی لیلی ہمراہ بخت ابن سلام زبانی شتر سوار

یعنی وہ شہید خنجر عشق
مست مے ذوق ساغر عشق

ہمدم نہ بغیر آہ کوئی
جز نالہ نہ خضر راہ کوئی

چون باد صبا بدشت صحرا
مستانہ پھرے تھا سیر کرتا

شوریدہ دماغ و پریشان
سر کردہ خیل سینہ ریشان

آشفتگی باسپہ سایہ انداز
جز یاد دسبانہ محرم راز
رکھتا تھا وہ دردمند مضطر
بالین پہ سنگ خاک بستر

اک ناقہ سوار وان جو آیا
مجنون کو دیکھ غصہ کھایا
بولا یون اس سے خشمگین ہو ار
کاے درخم و پیچ غم گرفتار

تیرا یہ خیال کہ کدھر ہے
کہہ اپنی بھی کچھ تجھے خبر ہے
تا چند جنون عشق و مستی
تا چند حدیث بت پرستی

کہتے ہین وفا جو تو نہین کم ہے
جو ہے سو بیوفا صنم ہے
کیا لطف لکھے ہے آشنائی
جب یار تھا ہو داغ بیوفائی

دل تو نے دیا ہے جسکو اپنا
احوال بھی کچھ سنا ہے اسکا
لب تیری وہ کافر آشنا ہے
اب وہ زن شوہر آشنا ہے

مستی مین تجھے ہے کیا یہ ہوش
شوہر سے وہ اپنے ہے ہم آغوش
یان غم سے تو زار ہو رہا ہے
وان بوس و کنار ہو رہا ہے

کوئی اور ہی یار کیون کیے
پھر کاہے کو بیوفا پہ مریے
ای تجھ سے جب اسکے بیوفائی
کیا فائدہ اُس سے آشنائی

زن باعث صد ہزار غم ہے
زن عہد مین استوار کم ہے
زن فتنہ و کوچہ گذر ہے
زن قابل تیغ اور تبر ہے

کہنے کو وفا نہین ہے زن مین
جز مکر و دغا نہین ہے زن مین
سن ناقہ سوار سے یہ مجنون
آگے سے ہوا زیادہ محزون

منھ سنگ سے اپنے اپنا مارا
خون سے ہوا سنگ سرخ سارا
ٹوٹا جو یہ سنگ رخ کسار
چھل چھل کے ہوا بدن سب افگار

رخسارہ و سینہ سنگ سے گڑ گئے
پشت و پہلو مین گھاؤ پڑ گئے
کتل سے کہین جبین پھوٹی
اک خون کی آبشار چھوٹی

کپڑے سے ہو پارہ پارہ جون گل
آیا وہ فغان مین جیسے بلبل
نالے گئے ہفت آسمان تک
ہے سچ یہ کہ سیر پھر کہا تک

احوال یہ دیکھ وہ حدی خوان
تقریر سے اپنی تھا پشیمان
تھا رحم بحال زار مجنون
یون کہنے لگا بہ چشم پر خون

کاے دل شدہ اتنا جوش شیدا
دو بات مین تجھکو ہو گیا کیا
جو کچھ مین نے کہا دروغ تھا وہ
جون حرف کذب بے فروغ تھا وہ

گر عفو ہوئی جو مجھ سے تقریر
معذور ہے وہان خلاف تقریر
یعنی وہ مہ نقاب بستہ
ہے غم سے تری ہی دل شکستہ

تیرا ہی خیال اسے لگے ہے
دن رات ملال اُسے رہے ہے
رکھتی ہے وہ دمبدم تری یاد
کب دام سے تیرے ہے وہ آزاد

شوہر کے وہ گھر گئی نہین ڈر
شوہر کو وہ سمجھے ہے برادر
شوہر سے نہین ہے اسکو کچھ کام
جپتی ہے وہ مادن ترا نام

جس دن سے وہ ہوئی ہے دور
ہے گھر شوہر کا گرچہ گلشن
گلخن سے بتر ہے اسکو وہ باغ
ہے دل پہ جو لالہ سان ترا داغ

عہد اسکا جو تجھ سے ہے درستی
اس عہد پہ اسکو پختگی ہے
مجنون نے جو یہ سنی یہ تقریر
در حالت اضطراب و تغیر

سوزش ہوئی اسکی تیز کم کم
پایا یہ جو زخم دل نے مرہم
اسپر بھی بحال سینہ تپان
رہتا تھا سدا وہ دل پریشان

ہر لحظہ دیار کر کبھی یاد
کرتا تھا وہ عاشقانہ فریاد
کہتا تھا کبھی بایں عبارت
ہے ناقہ سوار کی شرارت

ورنہ یہ نہیں طریق لیلی
گو ہوئے کوئی شفیق لیلی

ناگاہ دل اس سے وہ ملاوے
اور قیس کی دل ہی جلاوے

حاصل کیا یاد عہد لیلی
دیتا تھا وہ دل کو یوں تسلی

اشک آنکھوں سے اسکے جو رواں تھے
رخسار بہ رنگ کہکشاں تھے

جاتا تھا وہ ندھامیاں تن جی
اور اسکو خبر نہ تھی کچھ اسکی

زبان شکایت آلود مجنون باطلاع نکاح لیلی

جو جملہ طراز داستان ہے
پائے قلم اسکا یوں رواں ہے

یعنی کہ وہ لیلی سمن بر
جسدم ہوئی بیاہ بند شوہر

تھی واسطے قیس کے جگر ریش
تھے جان میں اسکے غم کے نیش

پر شرم سے لب کیے تھی خاموش
رہتا تھا دبی جی ہی جی میں جوش

مجنون جو وہ اسکا تھا فدائی
اتنے ہیں خبر یہ اسنے پائی

سن حرف نکاح کو کیا غش
لگ گئی تھی اک ذرا اسکو آتش

غیرت سے جو خون بجوش آیا
بیہوشی سے وہ بہوش آیا

تھا یوں بخیال یار طناز
گویا بزبان شکوہ پرداز

اے دشمن خانمان الفت
ہے تجھکو قسم بجان الفت

کدھر ہے وہ ربط آشنائی
کدھر ہے وہ الفت الٰہی

زن گرچہ ہوتی ہے دغاباز
سمجھے تھا میں تجھکو تو صفاباز

کیا تو نے کیا یہ مجھ سے افسوس
جو غیر سے ہو گئی تو مانوس

کیا کیا دغا سے تیرے مجھ ساتھ
یوں بھول گئی تو ان کو ہیہات

یاری کا مزا ہی کچھ جدا ہے
وہ جانے کہ جس کا دل گیا ہے

تو نے مجھے حیف یوں ہی چھوڑ
ڈالا الفت کے رشتہ کو توڑ

کرتی تھی جو یوں ہی بیوفائی
پھر کیا تھی وہ اول آشنائی

جبدن کہ ہیں تجھکو دل دیا تھا
باللہ نہ یہ گمان کیا تھا

جو مجھ سے تو کرکے عہد و سوگند
اک بار کر گئی قطع پیوند

ہو جاویگی آشنا کسی کی
دیویگی بھلا دغا کسی کی

مجنون کے لئے تو تھی سیہ پوش
اب کیونکر تو سکتی ہے ہم آغوش

کدھر ہے تری وہ سوگواری
کدھر ہے وہ ناقہ وہ سواری

کدھر ہے ترا وہ حال ہونا
کدھر ہے وہ لحظہ لحظہ رونا



کدھر ہے وہ ربط آشنائی — کدھر ہے وہ الفت آزمائی
کدھر ہے وہ اشتیاق مجنون — کدھر ہے غم فراق مجنون
کدھر ہے وہ آہ و زاری عقرب — کدھر ہے وہ آہ نالہ شب
یاں کل تو شیفتہ ہوئی تھی نگار — وان مجھ سے تو بے نگار ار
منت آئینہ تیرے روبرو ہے — منت چشم سیاہ عیب جو ہے
کنگھی ترے ہاتھ مین ہے — چتون تری کھا تی پیچ ہے
تا کا سو تجھ کیا ہے کام تجھکو — دن مجھ دیکھتی صبح و شام تجھکو
کیون آپکو تو نہ تو بنا دے — شوہر کی نظر مین تا خوش آوے
ہمسر جو ہے دل تجھ سے بیزار — پھر چاہ سے جی کی ہو تمنا بار
کیونکر تجھے بیوفا کہون مین — کس راہ سے آشنا کہون مین
ہے رتبہ شوہری بہت دور — کب ہیچ سکون مجھے مین مجبور
کیا غم جو تو ہو نہ اے یار — عاشق تو ترا ہی ہے وفادار
معشوق جو سو جفا کرے گا — عاشق پھر بھی وفا کرے گا
گر تجھکو بغیر ہو سروکار — ہے مجھکو جدائی تیری دشوار
گر رحم مین تجھ بے سر ہے سمائی — مین اور خیال بیوفائی
کیا چیز ہو نہین غم بیشمار — وان شمس و قمر مین کشش بیدار
ہے زیست سے دل بہت مکدر — ہووے کہین جان نثار تجھ پر
جھگڑا ہی مرا کوئی چکا دے — آتش اس عشق کو لگا دے

وصیت نمودن پدر مجنون را بر سر غارست و مایوس آمدنش

کاغذ پہ صریر کلک استاد — ہے حال عرب یون کرے یاد
مجنون کا پدر وہ غم رسیدہ — تھا پیر جوان جو رسیدہ
جب دیکھا پسر کو زار و رنجور — اور جام شراب غم سے مخمور
نومید ہوا شفا سے اسکی — دل سرد کیا دوا سے اسکی
جانا کہ یہ آدمی نہ ہوگا — ہے اسکا دماغ قوت سودا
دل داغ جنون سے جل گیا ہے — ہوا اسکو پری کا خلل گیا ہے
کیا فائدہ ہے رہے نہین مضطر — ہے قطع امید اس سے بہتر
یہ کہکے وہ مردہ دل بصد رنج — گوشہ مین ہوا مقیم جیسے سنگ
پھر آئی جو مرگ یاد اسکو — وحشت نے دیا بیاد اسکو
جی چاہا پسر کو دیکھے ہمدم — گھر کو چلا وہ پیر پرغم
پھرتا تھا سو تلاش مجنون — آوارہ بکوہ و دشت و ہامون
امید پہ اسکی سر پٹکتا — پھرتا تھا بیابان دشت غمزا
تا ایک نے کہا وہ نجد میں جب — جا ہے بغاران خرابہ سر کوب
پہنچا جو وہان تو اس نے دیکھا — اک طرف مغاک ہوا ...
مانند دہان اژدہا غار — روز روشن وہان شب تار
افتادہ بروے خاک قیس — دیکھا تو بہت نزار ہے قیس
ہے تن تو یہ تن مین جان نہین ہے — وہ خستہ جز استخوان نہین ہے
تن مین نہ رہا ہے پوست باقی — جیسے ہی ہے یاد دوست باقی
عالم ہے پسا سپہ بیخودی کا — نقشہ نظر آتا ہے غشی کا
ہے سر سے جدا کلاہ سر تنگ — جدان سے گرد آپ ہے رنج
لگتی نہین پردہ دار اسکی — ہے چرم دوان نزار اسکی
آہستہ وہ جا کے اسکے نزدیک — لایا سر دست یہ تجربہ ...

غفلت نے جو اسکی آکے گھیرا
ہاتھ اپنا سر پسر پہ پھیرا

مجنوں نے جو غش سے چشم کی وا
بالیں پہ جو تن ضعیف دیکھا

درحالت ضعف و ناتوانی
تھا بر سر لطف و مہربانی

اتنا جانا کوئی بشر ہے
جانا نہ کہ یہ مرا پدر ہے

حیران ہو کہا کہ کون ہے تو
آتی ہے جو تجھسے انس کی بو

نام اپنا بتا کہ تا یقین ہو
دل خاک سے جدا اگر کہیں ہو

بولا وہ کہ میں ترا پدر ہوں
دیوانۂ الفت پسر ہوں

یہ سنکے پدر سے ہم آغوش
رو دیا وہ بسان دیگ پرجوش

اشک پدر اس سے گرم تر تھا
وہ گریہ میں اس سے بیشتر تھا

جب چپکے ہوئے دونوں از زاری
اور کر چکے خوب بیقراری

دیکھا جو پدر نے پھر وہ رنجور
پایا اسکو بہت دعور

بعد اسکے یہ کی نصیحت آغاز
نکلی جان پدر سے عجز و ساز

کیا فائدہ دشت کی رہ گردی
بس ہو چکی عمر رہ نوردی

دو دن ہے اگرچہ تلخی عیش
پرواز ہے چند روز سے خوش

رہتا ہے جہاں کوئی مفتون
اس طرح سے ساری عمر مجنون

بابا تو تنگ تجھ ہو نہیں آ
بس کر نہ زیادہ مجھکو رسوا

دیکھے گا کہاں نکر تو یہ رنج
ہو دیگا زمین میں فرق جون گنج

تن میں تیرے کچھ رہا نہیں اب
وہ جوش وہ ولولہ نہیں اب

یوں خاک میں تو آتا ہے آدا
کیا شہر میں تجھکو ہے نہیں جا

ہوتا ہے ہر ایک غم کو انجام
ہوتا نہیں روز تیرہ کو دوام

میں بر سر راہ ہوں تو بیا ہو
میں نقش قدم ہوں تو عصا ہو

شائستہ تجھے ہے اسیری جا
میں دیدہ اجل ہوں بیٹھا

انجام کو کام کے سمجھ لے
برباد پدر کے گھر کو مت دے

جس وقت نہ درمیان تو ہو
کیا فائدہ جو غیور شہرہ ہو

میرا اسباب اور زر ہے تیرا
چل گھر کو ذرا کہ گھر ہے تیرا

فرزند پدر کی سن نصیحت
ہر چند کہ تھا بحال وحشت

چاہے تھا کہ صبر پر رکھے دل
لوٹے نہ زمین پہ جیسے بسمل

مایوس ہو مادر و پدر سے
کھینچے نہ وہ آہ غم جگر سے

کرتا تھا جو دل میں قصد انکار
کہتا تھا یہ عشق ہاں خبردار

گر تو نے قدم رکھا ادھر کو
دیکھے گا نہ مادر و پدر کو

پھر تجھکو بتائیگا سیران
رکھونگا تجھے میں قید زندان

سنکر یہ سروش عشق کی قال
بولا یہ پدر سے وہ بد احوال

اے باپ میں سن چکا نصیحت
تم باز رکھو جا کے کر وصیت

ہر چند کہ تو مہربان ہے میرا
پر کھینچے دل کہاں ہے میرا

ہر چند تو ہے مرا نکو خواہ
مقدور نہیں ہے کیا کروں آہ

چاہے ہے تو میری بہتری کو
میں چاہتا ہوں بھلا کسی کو

یہ بات تری ہے اگرچہ نیک
اپنے میں نہیں ہے کیا کروں لیک

کیا مجھکو کرے ہے تو خبردار
میں عشق سے ہوں [illegible]

فارغ ہو اگر تمام عالم
تا حشر بھرونگا عشق کا دم

گر دیجئے فراق لاکھ آزار
یہ مجھ سے نہ ہو سکیگا زنہار

لیلی سے دل تہی کروں میں
اور چارہ کسی تہی کروں میں

ہے یاد نہ جس کو کل کا کھانا
کیا فائدہ اسکو آزمانا

میں خستہ ہوں اور تو آپ خویش — تو اور نمک چھڑکے بر ریش
واقف نہیں کیا ہے حال میرا — ہے کونسی جا مقام تیرا
آزاد ہوں یا کہ دام میں ہوں — کیا جانے میں کس مقام میں ہوں
گر برگ گیاہ غذا ہے میری — غم کھانا تو ہے غذا میری
جو وحشیوں میں رہا ہو یکچند — وہ آدمیوں کی ہے خرسند
جب خود ہو پسر بمرگ ہمدم — کیا مرگ پدر کا اسکو ہو غم
منزل تری گو کہ دور کی ہے — پر مجھکو تو اپنی ہی پڑی ہے

جانوروں ہو نہیں تو مرا یہ ہے — بر حال پسر تو خستہ تر ہے
تنہا نہ میں تجھ سے ہوں فراش — اپنا بھی تو مجھکو کچھ نہیں ہوش
ہے شمع جمال حسن لیلی — آنکھوں کو ذرا نہیں تسلی
وحشت میں ہوا ہوں ہیں ہی گم — کیا مجھکو باختلاط مردم
کیوں میرے لئے ہو دل شکستہ — تو جان کہ مرگیا وہ خستہ
کہتا ہے تو میں ہوں زن سر راہ — تو جان میں خم دھونی ہوں براہ
کستی نہیں سوزش فرزکی — ہے یاں ہی چاشنی جنونکی

کیا مجھکو کسی کے مرنے سے باک — میں آپ ہوں زندہ در تہ خاک

مایوس آمدن پدر مجنون بخانہ و جان دادن در غم پسر

پایا جو پدر نے اسکو راہی — در عالم خواری و تباہی
وحشی ہوئے جمع آکے انبوہ — سن نعرۂ الوداع در کوہ
خود کرنے لگا وہ پیر فانی — پیش از مرنیکے نوحہ خوانی
اے وائے پسر تو کہہ کدھر ہے — کچھ باپ کی بھی تجھے خبر ہے
اے وائے پسر ہے روز رخصت — فردا پہ رہی امید راحت
اتنا کی مؤانست بھلا دے — یوں آپکو خاک میں ملا دے
پڑھکر کے یہ نوحہ آخرکار — رخصت ہوا وہ پیر ناچار
نومید سے جان قریب رفتن — تاریک آنکھوں میں روز روشن
نومید پسر وہ پیر فرتوت — تھا جس کا ہمیشہ خون دل قوت
تھا اسپہ ہجوم یاس و آفات — کاٹے تھا یہ تلخی اپنی اوقات
آزاد ہوا غم پسر سے — آخر کو یہ ہو سکا پدر سے
دلشاد ہے وہ کہ ہو جو آزاد — اتم نہیں اسکا جائے فریاد
اندیشہ نہ تھا اسے جہان کا — ساتھی تھا وہ غم کے [illegible] کا

ہو کرکے وداع با دل زار — کی قطع امید اسنے ناچار
گریہ کا جو اک بخار اٹھا — ابر آنکھ سے زار زار رویا
لے وائے پسر میں تھا اکیلا — تجھکو نہ پدر کا دست پایا
اے وائے پسر میں رفتنی ہوں — آمادۂ وقت جانکنی ہوں
اے وائے پسر دریغ و افسوس — یوں ہو گیا تو وحشیوں سے مانوس
جو مانگی رہی نہ یاد تجھکو — نے باپ کی اتحاد تجھکو
آیا گھر اپنے دل شکستہ — رنجور و تباہ و خوار و خستہ
سچ ہے جو پسر کا مبتلا ہو — وہ آخر وقت یوں جدا ہو
کہتے ہیں بحال ناتوانی — تھا ساکن کنج دیر فانی
جو تیر اجل کمان سے چھوٹا — اور شیشۂ عمر اسکا پھوٹا
ہو کرکے غم پسر سے بیمار — یوں جان ہی اپنی دی ہکبار
مرگ اسکو ہے عیش جاودانی — سمجھے تھا وہ اسکو زندگانی
دل اسکا تمام سیل میں تھا — دن رات [illegible] میں تھا

اٹھ تو بھی دلا کہ وقت ہے تنگ ۔ ہمسایہ سکے تیر کب ہلاک جنگ
تا چند وہاں حریص آہنگ ۔ بہتر ہے تو قوت حریص کا ہنگ

پیکر کے شراب جام ساقی ۔ تا پاوے جب وہاں جنا ناقی
کہتے ہیں کہ ایک رات شبگیر ۔ صیاد گیا تھا بہر نخچیر

وحشت اور درد مند مجنون ۔ بیٹھا تھا بر سر خاک مجنون
صیاد گذر میں دیکھکر شیر ۔ مجنون سے لگا یہ کرنے تقریر

کاسے درد میں الم الشتہ ۔ در زخم زبان خلق خستہ
اے ہمدم شیر و کوہ و صحرا ۔ لیلی کے سوا ہے کون تیرا

ہے اسکی نہ باپ کی بھی یاد ۔ سینہ کی کی جان و تن شاد
تیرا یہ نہال نو رسیدہ ۔ ہے ناخلفی سے سرکشیدہ

خود رائی میں تو نے عمر کھوئی ۔ ہے ننگ قبیلہ تجھسا کوئی
رہ زندہ تو اب سوا پدر گر ۔ افسوس وہ تیرے سر کا افسر

مجنون سے یہ سنکے جانگزا سن ۔ اک لحظہ تو وہ رہیں گریان
من بعد وہ سوگوار رو دیا ۔ دیکھ اسکو ہر اک شکار رو دیا

آیا جو یہ روز تیرہ در پیش ۔ منہ اپنا طمانچوں سے کیا ریش
پھر قطرہ زنان برنگ سیماب ۔ تا گور پدر گیا وہ بیتاب

جو دور سے دیکھی گور نو کار ۔ گہہ رونے پہ در گرا وہ بیمار
تا آ کہ ہوا یہ خفتہ زہوش ۔ جا باپ کی گور سے ہم آغوش

پایا یہ قبر ان کو کیش ۔ گہہ سر کو پٹک کے کر دیا ریش
گہہ سنگ تھا جبین پہ مارا ۔ گہہ سر کو جھکا زمین پہ مارا

ادرتا تھا یہ کہکے وہ جگر خون ۔ اے وائے ہوا یتیم مجنون
ہمدم کہ بیکس انیس پاک ۔ مجنون کا پدر گیا تہ خاک

سیاہ پوش شدن لیلی بہ شنیدن خبر مرگ پدر مجنون و طلاق یافتن او

کہ تو ہے ہوئی الی القدر ۔ خویشان قبیلہ مغفرت خواہ
لیلی نے سنا جو یہ کہ مجنون ۔ یعنی کہ ہوا یتیم مجنون

ہونے پہ رہی سے اسکے حالی ۔ منہ اپنا طمانچوں سے کیا لال
بیٹھی بفغان و نالہ کر شور ۔ شوہر کا حجاب مست کیا دور

وارث نہ رہا جہاں کا کوئی ۔ اس خستہ کی بیکسی پہ روئی
ناخن سے سر کے بال نوچے ۔ کی خستہ جبین تو گال نوچے

سر سنگ سے اپنا توڑ ڈالا ۔ شیشہ صبر پھوڑ ڈالا
اب تھی جو تربیت ایسہ تسخیر ۔ بے سود کہ سب تھی اسکو زنجیر

پائی نے اڑا دیا تھا سبکا ۔ تھا پاس تو آہ زیر لبکا
شوہر دیکھو اسکی بیقراری ۔ اور شدت آہ و جوش زاری

ہو در سے بنرا احمرنا رنگین ۔ دیتا تھا اگرچہ سبکو تسکین
تسکین سے تھی وہ شوخ پرفن ۔ ہوتی تھی زیادہ گرم شیون

آخر کو وہ شمری جدائی ۔ لیلی نے طلاق اسکی پائی
باہر نکلی وہ اپنے گھر سے ۔ بیغم ہوئی قید بام و در سے

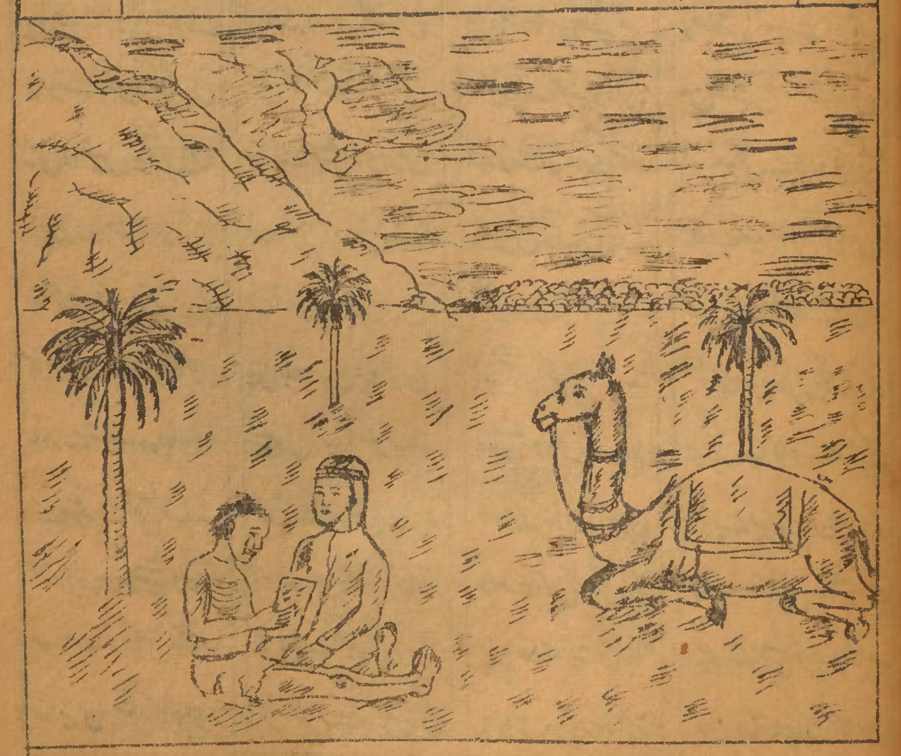
جا طور سے اپنے گھر وہ گیا ۔ در وطن خاک تھا مطلا
دالان کرکے سیاہ خیمہ تیار ۔ ہوئی اسکے پدر کی تعزیت دار

ماتم میں گئی اور اسکے ہمراہ ۔ ماتم میں شریک کیا نالہ و آہ
لیکن سبھی رشک سے تھی خموش ۔ نے زیور و حلقہ بینی نہ گوش

ساتھ اسکے تھی اک ماہ پارہ ‏ ‏ ہو جیسے قریب مہ ستارہ
لیلیٰ کے قبیلے مین تھا اک مرد ‏ ‏ رکھتا تھا وہ دلمین عشق کا درد
تھی جب پڑھی اسکی وہ ہمسر ‏ ‏ یعنی کہ وہ شیفتہ تھا اسپر
ہوتا تھا ہمیشہ صبحگاہی ‏ ‏ اس کوچہ کے ناقہ اسکا راہی
لیلیٰ کو زلیکہ سب خبر تھی ‏ ‏ اور حالت زید پر نظر تھی
لیلیٰ نے بلا کر کہا کہ اے زید ‏ ‏ ہے میسر تو دام مین ترا صید
پہونچا دے اگر تو زار محزون ‏ ‏ مکتوب مرا بسوے مجنون
سنتے ہی یہ حرف زید دلخون ‏ ‏ بولا کہ نہ ہونگا تیرا ممنون
خط لا مجھے دے کہ پہونچا مین ‏ ‏ ہون ہمتگ قاصد صبا مین

تھی لیلیٰ کے دلمین اسکی تعظیم ‏ ‏ باقی تھی وہ دلبر کی تعلیم
کہتے ہین بنام اسکو سب زید ‏ ‏ تھا اسکے وہ دام عشق مین قید
لیلیٰ تھی وہ گرچہ ناتوانی ‏ ‏ تھا عشق مین یہ بھی تیشہ ثانی
جاتا تھا امید اک نگہ پر ‏ ‏ ہر روز یہ خستہ حال اودھر
اک دن وہ مہار ناقہ در دست ‏ ‏ نکلا وہ شراب حسن کا مست
تو کس لئے اتنا جان بلب ہے ‏ ‏ تجھ سے یہ قلق بہت عجب ہے
مجھ سے ترا دوست مین ملا دون ‏ ‏ اس کا تجھکو مین صلا دون
یہ کام نہین کچھ اتنا دشوار ‏ ‏ مین خود دستری ہون ناقہ رہوار
لا دیتا ہون اب جواب دلدار ‏ ‏ کرنا ہے قلم شتاب دس کا

نامہ فرستادن لیلیٰ پیش مجنون بدست زید و آمدن مجنون



ہے نام پہ اسکے نامہ آغاز
ہے اس سے نمایش آب گل کی
ہم حسن کا ہے رموز دان وہ
تمہید کے بعد سوے مجنون
ناخوردہ شراب وصل مدہوش
شوہر سے تو کرکے مین جدائی
مجھکو جو پدر کا غم ہوا ہے
تھا تجھکو تو یون یتیم ہونا
عصمت مری رکھی ہے خدا نے
صد گونہ رہا حجاب مانع
مین تیرے لئے ہون خانہ ویران
تو سوختہ جان بدگمانی
لیلی وہ نہین ہے تیرے جی مین
آجانے دے وحشت جنون کو
ہے کون اگرچہ میرے جی پر
کھانا تجھے اب کھلائیگا کون
مادر ہے سو خود وہ جان بلب ہے
اے در غم عاشقی فسانہ
آزردہ ہون سب سے ابتو آ تو
سوغات تو بھیجتی تجھے کیا
تھا تیری برہنگی کا جو شور

جو ہے کف خاک کا چمن ساز
سمجھے ہے وہی ہر ایک دل کی
ہم عشق کا ہے نشید خوان وہ
یون اسنے کیا خطاب مضمون
سودائی خانمان فراموش
اب اپنے مقام پر ہون آئی
یہ مجھ پہ بڑا ستم ہوا ہے
آوے ترے حال پر نہ رونا
یا گریہ شب نے یا دعا نے
اور شرم کی تھی نقاب مانع
تو طائفہ روضہ گلستان
من ساختہ غمے کہ دانی
تو سامنے میرا ارسی مین
مت غرق کر اور غرق خون کر
رحم آوے ہے تری بیکسی پر
پانی تجھے اب پلائیگا کون
جینے کی امید اسکو کب ہے
خط پڑھکے مرا تو ہو روانہ
آوارہ پھریگا تا کجا تو
کاہیکو ہے تجھکو اسکی پروا
تھی شرم سے شوق مین بھی مجبور

ہے صفحہ خاک پر بہاران
رنگ گل و نوک خار ہے وہ
ہر کام کی ہے اسی سے توفیق
کاے بیخبر از طریق الفت
لیلی کی بھی تجھکو کچھ خبر ہے
پر مرگ پدر کی تیرے سنکر
تو غم سے پدر کے زار ہے وان
آئی تو اگرچہ ہو نہین بیمار
از بسکہ وفا کا تھا ترا پاس
مین واسطے تیرے ہون با ضبط
مین خستہ اسیر حلقہ غم
دلمین ترے ظن بیوفائی
ای دوست یہ مدبری کہانتک
رکھو نہین کہانتک تری آس
غمخوار ترا [illegible] نہ افسوس
اب کون بکوہ و دشت جاکر
مہمان ہے وہ بھی کوئی دم کی
آ جلد کہ منتظر ہون تیری
فرصت کوئی دم کی ہو غنیمت
پر ہاتھ سے اپنے سیکے جامہ
دن رات لہو پڑے تھا پینا

لوح ورق پری نگاران
حلقہ کش نو بہار ہے وہ
تقلید ہے اس سے زہد تحقیق
دے بادیہ گرد دشت وحشت
مجنون تو اسی شعور پر ہے
رہ رہگئی ہون سراپا دھنکر
دل تیرے لئے فگار ہے یان
پر دل ہے تیرے فراق سے زار
دیکھا نہ گہر نے روے الماس
جاتا نہین پر ذرا ترا خبط
تو حلقہ با گسستہ از ہم
مین کشتہ تیغ آشنائی
یان پہونچی ہے کارد استخوان تک
بیٹھا ہے نہین یقین کے تو پاس
اک مین ہون کہ تجھسے یکر دگی بس
شفقت کی نظر کریگا تجھ پر
در پیش ہے راہ اسے عدم کی
آئی ہے بو نیز جان میری
دادیدہ ہم کی ہے غنیمت
بھیجا ہے مینے تجھکو با جامہ
دشوار تھا چاک کا سینا

گدسو رنج رشتہ روبرو تھا پر دشمن جان دو بدو تھا
پہونچ جون ہی یہ لباس میرا توبھینو کرکے پاس میرا
جب بعد تلاش وہ جگر خون پہونچا درِ سیرگاہ مجنون
ہر چند ادھر ادھر پھرا وہ ہر گز نہ کہین نظر پڑا وہ
آخر کو بہ جستجوے بسیار پایا اسے مردہ سا سر غار
تن زخمون سے تمام خستہ رنگ رخ دل بھی تھا شکستہ
نے تاب ہے نے توان ہے اوسمین اک سد رمق سی جان ہے اسمین
افتادہ بفرش خاک نہ زند جون بستر مرگ پر ہو بیمار
ہاتھ اسکا پکڑ کے جو جھنجھوڑا آیا وہ بہوش لیک تھوڑا
خط ہاتھ مین اسکے رکھدیا پھر آگاہ پکار کر کیا پھر
یعنی لیلی کا ہے یہ مکتوب پڑھیو اسے مگر ذرا خوب
جون زید نے خط دیا یہ جاکر وہ دیکھا آنکھو سے لگا کر
پرمائے خوشی کے کرکے اک جست افتادہ ہے پاے زید جون مست
مجنون نے پڑھا جو خط کا مضمون بشاش ہوا کمال مجنون
پھر پڑھکے بیان چرخ دوار صدقہ ہوا نامہ پر کے سو بار
پھر جامہ جو درمیان مین آیا لیکر اُسے اپنے سر چڑھایا
رخ رکھدیا اور جبین لگائی آنکھون سے وہ آستین لگائی
یعنی کہ یہ رخت زندگانی ہے دوختہ کف فلانی
پھر زید کو لیکے اپنے ہمراہ حسب الطلب نگار دلخواہ
بافر وشکوہ و بادشاہی لے فوج روان ہوا وہ راہی
لیلی کیطرف چلا صبا وار وحشی کئی ساتھ گرم رفتار
شیر و سگ و آہو اور خرگوش تھے اسکے غلام حلقہ در گوش
جون سوزش گردباد صحرا غوغاے عظیم ان سے پیدا
خورشید تھا تاج اسکے سر کا اور سطح دشت تخت زر کا
تھے وحشی دشت لشکر فوج آتے تھے چلے وہ موج در موج
مجنون نے نشاط تازہ پیدا چہرے سے بشاشت اک ہویدا
مانی ہے کدھر کو ہو قلم گیر دیوانہ کی ہے یہ جلبے تصویر

ملاقات نمودن مجنون بالیلی و سرگذشت خود گفتن



سیراب گل اسکا روئے احمر
آنکھین خشک اور لعل لب

عقین گرد سے جو بنین گہر دار
تھا ناخن دخل شانہ بیکار

خاکستر سودہ گرد تن تھی
اک لنگی ہی پوشش بدن تھی

وحشی گو اسکے تھے جلو مین
یہ وحشی عشق اپنی رو مین

وہ راہ مین جس قدم رکھے تھا
تھی نقش قدم مین لغزش پا

ہر چند کہے تھا زید ہر بار
ہو تو بھی سوار ناقہ اے یار

مانے تھا کب اسکی بات کو وہ
چھوڑے تھا کب اپنے ساتھ کو وہ

منزل ہوئی رفتہ رفتہ جب طے
یاد آیا اُسے قبیلۂ حے

یعنی نظر آئی اک سیاہی
رخصت وہین اس سے جان نے چاہی

پہونچا جو قریب شہر مجنون
باشندون کا دل ہوا خون

خیمے سے نکلکے اپنے لیلی
اکبار سوی قیس دوڑی

یار اپنے سے وہ بت سیہ پوش
بن جاتے ہی آ گئی ہم آغوش

مجنون پہ ہوئی ذرا علالت
طاری کی سکتہ کی سی حالت

نے قیس رہا بجز دستہ لیلی
گرد اُسکے رہا نشستہ وحشی

اسکی بھی رہی بحال زاری
سب صرف بامر پاسداری

از بسکہ بدن مین خون لشتق تھا
تلوون پر اسکے بوسہ زن تھا

آنکھین کف پا سے وہ ملے تھا
کہ سر کو دھرے قدم تلے تھا

یہ بھی لگے ملنے ہو کے مضطر
آنکھین مجنون کی پشت پا پر

تھا شیفتہ گرچہ قیس اُسپر
پاتے تھے سب اُسکو شیفتہ تر

دونونکو ز بسکہ تھی محبت
یون ہی رفتگی کی حالت

اُٹھے جو ساتھ دونون بہراز
مجنون نے کہا کہ اے ہمہ ناز

مو سر سے کمر تلک کشادہ
بر شانہ پشت افتادہ

آنکھین جو لہو سے دونون تھین لال
لالے کو کہین تھین تو ہے کیا مال

جوگ اُسنے سجا جو عشق کا تھا
جوگی کی وہ شکل بن رہا تھا

پائون مین ثبات بسکہ کم تھی
ہر ساق ز فرط ضعف خم تھی

تھی موج نسیم اس کو شمشیر
لگتی تھی ہوا بدنکو جون تیر

اندیشۂ جان کم نہین یان
آ تو کہ انیس ہم نہین یان

جاتا تھا بصد شکوہ و ڈرتا
یہ قافلہ طے راہ کرتا

ناگہ جو نگاہ کر کے دیکھا
لیلی کا ہوا نمود خیمہ

آبادی شہر کا نشان سا
کچھ پیڑ سا اور کچھ دھوان سا

وحشت سے درندونکے ہو ناچار
گھر چھوڑ گئے سب اپنا اکبار

نے شیر کا ڈر کچھ اسکو آیا
نے گرگ گوزن نے ستایا

لگ کر کے گلے سے زار روئی
آہستہ بہ بل پکار روئی

پھر دونون کو غش جو ایک آیا
اس غش نے وہ لطف ہی مٹایا

رعب اسکا بھی چیتیون نے مانا
لیلی کو نہ غیر قیس جانا

پہونچا نہ گزند اسے کسی سے
گویا اک انس تھی سبھی سے

گستاخ نہ تھا لب جبین پر
سجدے سے گرے وہ تھا زمین پر

وا ہو گئی چشم ناز لیلی
اور قیس کو ہو گئی غشی سی

یعنی کہ جنون عشق و سودا
تھا دونون طرف سے کار فرما

جون جون کہ ہوئی غشی کی تکرار
تھے رفتہ ہم وہ عاشق زار

جب زید نے ماجرا یہ دیکھا
ان دونو پہ لا گلاب چھڑکا

دیکھا کچھ تو نے کیا کیا مین
لایا حق عاشقی بجا مین

رو دیکھین تری سی بت پر تراد
جز آہ نہ تھا شفیق میرا
تجھ بن تھی اہانت ایسے بت چین
گرد شمین ہا ہیضہ سر جا
کیا ہمسے جگر جلون کا جینا
ہنگام وداع بیقراری
اشک آنکھون سے میرے پاک کرتا
کوئی تھا نہ جو سر کو تھام لیتا
نالاز سبر سوزن محبت
القصہ غرض مین غم رسیدہ
کر عشق مین تلخ زندگی کو
لیلی نے یہ باتین جب ہین کین گوش
سو مین نے کیا کہ ہو کے خاموش
معشوق ہے تو مین عاشق زار
جب تجھکو قلق ہوا زیادہ
ہمدم کی ہوئی جو تجھکو خواہش
تو نے زخود رسیدہ وحشی
آگاہ نہ ہو دین تا زن و مرد
اشک آنکھون سے کے جلتے تھے بھر
حاصل کہ زبیم طعنۂ خلق
نسبت تجھے عاشقی سے کیا ہے

آخر کو تجھے بھی ہو دیگا یاد
جز نالہ نہ تھا رفیق میرا
بستر میرا خاک ریگ بالین
خورشید کا میرے سر سایا
ہر چشمے سے آب گرم پینا
کرتا تھا مین جبکہ آہ و زاری
منھ پر سر آستین کو دھرتا
تسکین مجھے اس قلق مین دیتا
ان خار ردن کو کھینچتا شفقت
لذات جہان سے تھا بریدہ
ماہیں ہی رکھا مین اپنے جی کو
بولی کہ اے ننگ عشق خاموش
چپکے رہی دل ہی مین کہا جوش
دعوی ہے تجھے تو مین سزاوار
دریا کی طرف گیا تو پیادہ
یون تو نے اٹھائی زندگی کا ہش
ہر طرح سے اپنی کی تسلی
جز سکتی تھی مین اک دم صبر
تا خلق پر کھل نہ جائے یہ سر
بھیجے رکھتی تھی اپنا مین خلق
کچھ اور مقام عشق کا ہے

الفت کے نشان تھے مجھ مین سارے
آرام سے مین کبھی نہ سویا
تو نے باغ کی سیر دکھائی
کھاتا تھا زاہکہ غم مین تیرا
در حالت جور غیر می دیتا
تھی حال سے میرے خلق آگاہ
پٹکے تھا مین سر جو بر سر سنگ
پھینکتے تھے جو بازمین کے پتھر
تو نے آب طعام سے بین لی ذائقہ
آرام کا مین نے منھ نہ دیکھا
قسمت مین میرے جو غم رہی تھی
تھا جوش جنون سے تجھکو جو ضبط
یہ بار گران اٹھا نہ تجھ سے
دل شہر سے رک گیا جو تیرا
وان نالہ و آہ کر کے رو دیا
یعنی کہ بوحشیان صحرا
مشکل تھی جو تجھکو کھیل کیا تھا
کر سکتی نہ تھی کبھی مین بالشر
ہمسایہ ہو جسکے سینے مین تیز
بے حوصلہ جیت ہے کدھر کو
کچھ ہے صلہ گاہ عشق تجھ سے نہ

رہتا تھا مین سب سے الگ کنارے
جاگے ہی نہ بخت خفتہ گویا
نہ سایہ مین پناہ پائی
کھانی نہ پیتی کی غذا نہ پردا
مصروف نہ تھا بجز نباتات
پر ایسا نہ تھا کوئی کہ مشہر
سر حصہ میری زندگی کا تھا تنگ
اس وقت مین تھا نہ کوئی غمخوار
نے یکتہ نہ حمام سے مین واقف
راحت کسے کہنے مین سے شے کیا
دم دم کی انیس بیکسی تھی
ہے دزد دیدہ نشان عاشقی ضبط
جو مین نے کیا ہوا نہ تجھ سے
سوجھی تجھے راہ کوہ و صحرا
یون تو نے غبار دل کا دھویا
سر رشتۂ نطق کو کیا بند
اندیشہ مجھے ہر ایک کا تھا
رسوائی کے ڈر کے مارے آگاہ
ہمخوابہ وہ کرے نہ پرہیز
کر حوصلہ پر میرے نظر کو
اسیر تو نہ ہو ناز کوئی فیروز

جادو رقم سرشت عشق
یون لکھے ہے اب حکایت عشق

بجانہ بردن ما در لیلی لیلی را و جان دادن لیلی

یعنی کہ یہ لیلی جگر خون
کرتا تھا جو ذکر عشق مجنون

افسانہ آہ و بیقراری
تھا نوک زبانپہ اسکی جاری

لیلی بھی کر اپنا صبر اظہار
کرتی جاتی تھی اسکا انکار

آ کر پھر غش مین آخر کار
ہو دست بغل گرئی وہ اکبار

ہان لیلی کی ہو کے اس سے آگاہ
آئی بتلاش پسر جو ناگاہ

ناقہ کو درندگان مین ہانکا
خطرہ نہ کیا ذرا وہان کا

افتادہ عشق بچشم پرخون
دیکھی وہان لیلی و مجنون

بیٹی کا نہ غم گیا سنبھالا
محمل مین اٹھا کے اسکو ڈالا

پھر ہو کے سوار ناقہ ناگاہ
دی اسکی زمام سوے خرگاہ

دیکر دد و دام سے رہائی
بیٹی کو وہ اپنے گھر لے آئی

مجنون کو جو آئی پھر افاقت
بس آنکھون مین پھر گئی قیامت

تاریک ہوا جہان نظر مین
اک ہول سی اٹھی جگر مین

اسوقت مین ہو کے سخت بیتاب
بولا وہ خیال تھا کہ یہ خواب

پھر کر کے سخن شکایت آغاز
کی شکوہ بخت سے زبان

اے بخت اینچہ عشوہ دادی
خوش داغ تو ام بدل نہادی

کردی بوصال لیلیم شاد
آما ز جفاے ہجر فریاد

آنکھون سے مرے لہو ہے جاری
ہون خستہ زخم بیقراری

کیا جانے نمکزن اب کدھر ہے
یاد اسکی نمکزن جگر ہے

تھا مین تو نگار سے ہم آغوش
کیون ہو گئی یک بیک وہ روپوش

جان سید ہم اے بت پریزاد
فریاد ز دوری تو فریاد

وہ خود ہمہ ناز دلبری تھی
یا لیلی کے بھیس مین پری تھی

جو ہو گئی کیون نظر سے پنہان
اور رہ گیا مین بچشم گریان

ہون از سر نو ستم رسیدہ
جیتا ہے کوئی وصال دیدہ

جو ہجر کہ عین وصل مین آے
کس طرح پھر اس سے جی جلجاے

ہر چند کہ ہجر بد بلا ہے
پر وصل کے بعد جانگزا ہے

لے گذرے ہے یہ تو جان عاشق
دیکھا ہمین نے ہان عاشق

کہتا ہے یہ وہ دردمند شیدا
ہمراہ درندگان صحرا

مایوس گیا بسوے وادی
رخسارونپہ خاک نامرادی

وحشی غم کا فسانہ سنتے
جاتے تھے چلے یہ سر کو دھنتے

برحالت اضطرار مجنون
تھے سب دد و دام دیدہ پرخون

لیلی کی کھلی وہان جو ہین آنکھ
وہ ہائے رے اسکی شرمگین آنکھ

منھ دیکھ کے مان کا دم نہ مارا
وہ رنج و الم کیا گوارا

کاہش لگی ہونے جی ہی جی مین
سوجھی اسے مرگ آرسی مین

دیکھی جو نہ تھی یہ حالت وصل
حد اسکو ہوئی ملالت وصل

غم قطرہ جو تھا ہوا وہ دریا
تا آنکھ ہوئی دق اسکو پیدا

بستر پہ گری وہ ہو کے مدقوق
ہوتا ہے نہان مین عشق معشوق

تھی عشق مین جو حیا بھی ہمراہ
کرسکتی نہ تھی وہ زیر لب آہ

رہجاتی تھی آنکھین ڈبڈبا کر
پی جاتی تھی اشک انمین لا کر

تھا اسکو زبس کہ ضبط سے کام
تھامے ہی رکھی تھی دلکو ناکام

مرگ اسکی نظر مین چھا گئی تھی
رخسارونپہ زردی آگئی تھی

تن ضعف سے ہو گیا تھا کمزور
جان اُسکی لبون پر آ رہی تھی
نکلے ہے در مہربان مین بیمار
رخسار و تمین سے نیا غم رکھ
کر مُنہ سے رنگ کی فرازش
تابوت مرا تراش موزون
یعنی بہ تجمل تمامی
تا سنکے وہ دردمند مہجور
یہ سنکے مرادہ کشتۂ غم
ریان ہو چلے تھا تابوت
آوے نہ وہ خود تو تو بلا کر
وہ جیتی تھی تیری آرزو مین
دن رات رہی وہ غم کی تصویر
تھی اسکو جو تجھسے انس جانی
پھر کہیو یہ اُس سے اے وفادار
رنج و محن جفا سے چھوٹی
تھی جو گل باغ ناز و خوبی
تھا جسکا کرشمہ ناوک انداز
جس کا زمانہ جستجو مین ؛
یہ سنکے اگر کرے وہ زاری
لگے اسکے بجزش بیانی

بستر پہ پڑی تھی زندہ در گور
اسیر غم دوست کھا رہی تھی
جس وقت مردن بحالت زار
ابرو مین اسطرح سے خم رکھ
ہم خال ذقن کچھ دے نمایش
از چوب درخت بید مجنون
جس طرح سے کہہ گیا نظامی
یہ حرف کہ لیلی بہ از جور
باحال تباہ دمے مو درہم
دوش اپنے پہ خود اُٹھا تابوت
یون کیجیو بیان مرگ دختر
وہ مرگئی تیری جستجو مین
تیرے ہی لئے حزین و دلگیر
لب پر دم نزع تھا فلانی
تو جی کہ ہوا وہ تیرا بیمار
جی دیگئی اور بلا سے چھوٹی
اب ہے وہ سزائے سینہ کوبی
اب تو وہ ہے خود سر بسر ناز
وہ مرگئی تیری آرزو مین
تو کیجیو اس کی غمگساری
کیجیو سخن جہان فانی

از بسکہ گئی تھی بال سی سُٹ
دیکھ اسنے تباہ اپنی حالت
ہاتھ اپنے گلے مین ڈال سیرے
کر سرمہ چشم نور رفتہ
ہر بخیہ ہو جب جراحتائی
پھر کرکے کفن شہاب سے لال
آراستہ کن عروس دارم
کرکے وداع زندگانی
اے لشکر وحشیان صحرا
جاؤ سوئے خوابگہ وہ شیدا
یا قیس وہ تیری لیلی نزار
تیرا ہی رہا خیال اُسکو
صادق تھی وہ تیری عاشقی مین
باللہ کہ اب بھی در تہ خاک
یعنی کہ فراق دیدہ لیلے
بھرتی تھی جو مثل برق چالاک
تھی حسن پہ جسکے خلق مفتون
تھی جو خفقان دل سے مضطر
ساتھ اپنے وہ لیکے داغ دوری
اشک آنکھون سے اسکے کیجیو پاک
یعنی کہ جہانگی ہے یہ رہ

سے سکتی نہ تھی وہ خستہ کردہ
یون ماں سے کہا کہ ہے وصیت
تو کھول دے سر ہان میرے
خاک رہ قیس غم گرفتہ
فندق کو بلطف دے صفائی
دے مین چھپا تو میری تمثال
بیمار بخاک پردہ دارم
دنیا سے گئی بہ سخت جانی
آوے سوئے شہر گریہ کرتا
ہر گام پہ غم کا نوحہ پڑھتا
تھی غم سے ترے سدا جو بیمار
مرنیکا نہ تھا ملال اسکو
رکھے تھی کمال صادقی مین
تیری ہی ہوس مین ہے وہ غمناک
بر چہرہ زمرگ خوردہ سیلی
اب لا سیہ پڑا ہے تو دہ خاک
اب ہے وہ بزیر خاک مدفون
اب کنج لحد ہے اسکا بستر
دنیا سے گئی بنا صبوری
رخسارون سے اسکی جھاڑ تو خاک
کیا فائدہ آب بہ نالہ رہ

ہونا تھا جو کچھ ہوا تو کر صبر
ہر چند کہ صبر تجھ پہ ہے جبر — کرکے یہ بیان وہ ماہ طلعت
بس لب فغان سے بند کر اب — بس ہو گئی اس جہان سے رخصت
یہ زمزمہ مست بلند کر اب

آگاہ شدن مجنون از وفات لیلی و گریان روانہ شدن بخانہ لیلی

نخلِ قلم نگار پیشہ — یون صرف زمین کرے ہے ریشہ
لیعنی کہ ہوا جو نہ آگاہ — لیلی کی وفات سے یہ ناگاہ

جاتا تھا چلا بہ چشم گریان — جو ابر بجانب بیابان
رستے مین ملا جو اس سے مجنون — دیکھا اسے دردمند محزون

پوچھا جو سبب تو رو کے بولا — ناشادگی جہان سے لیلی
لے وائے وہ اسکی نوجوانی — اے وائے وہ لطف زندگانی

اے وائے وہ اسکی چشم بیمار — اے وائے وہ جعد چون دم مار
اے وائے وہ سیب غبغب اسکا — اے وائے وہ پستہ لب اسکا

اے وائے وہ حرف شکر آمیز — اے وائے وہ غنچۂ شکر ریز
ہے ہے وہ رشک صد باغ — جون لالہ خزان مرگ سے داغ

کچھ چند پڑی رہی وہ بیمار — آخر ہوئی تیرے غم مین اے یار
جب یہ مشرح حال برتھا — مجنون مجنون زبان پہ تھا

سن اس سے خبر یہ وحشت افزا — وہ نالے کیے کہ چرخ کانپا
ہاتھ اوٹھکے چلا جیب کیجانب — اشک آنے لگے زمین کیجانب

آپس مین لگے وہ تکنے صورت — بس آگئی وہ شورش وحشت
پیراہن صبر کو کیا چاک — لوٹا جون اشک برسر خاک

جون ابر بہار گریہ کرتا — بس وان سے چلا بسوے صحرا
ہر کوہ مین جاکے خوب رویا — ہر سنگ کو خون مین ڈبویا

ہر دشت کی اُسنے خاک اوڑائی — ہر باغ مین دھوم اک مچائی
ہر نخل سے لگ گلے وہ رویا — ہر چشمے پہ تخم اشک بویا

چلتا تھا کہ دے مٹا اسے غم — تصویر خیال غم وہ پرغم
ہاتھ اُسکا پکڑتا تھا نہ صبر — تا دیکھ لے اپنے یار کی قبر

جب خوب ہی کرچکا وہ زاری — اور پہونچی لبون پہ بیقراری
آہستہ یزید کی یہ گفتار — کس جا ہے نشان تربت یار

زید اُسکا ہوا جو ہادی راہ — روتا یہ چلا بنالہ و آہ
ہر گام پہ اپنا سر پٹکتا — افتان خیزان چلا بجا

تا آنکہ نظر پڑی وہ تربت — جس سے ہوئی اسکو تیز وحشت
در شدت بیقراری و جوش — غش کھاکے گرا زمین پہ بیہوش

ساغر دیا اسکو بیخودی نے — چاہا تن سے روان جی نے
پھر اسکے لپٹ گیا جو باگریہ — تھا خاکمین خشت وہ غیرت

درد و الم حسب حال مجنون — تھا روز و شب بحال مجنون
تربت کا اسے خیال کب تھا — لیلی سے وہ اپنی لب بلب

جب جب یہ سی کرچکا وہ رقت — اور ہو نیلگی تباہ حالت
زید اسکے تئین بصبر لایا — لیلی کی وہ مان کے پاس لا

ہوئی پھر سر نو سے رقت آغاز — یاد آئی اسے وہ ایہ ناز
رویا وہ یہ کہکے ہائے لیلی — مین کیا کرون جی کے لئے لیلی

مرنے سے ترے ہوں غرق خوں میں — تجھ بن اب جیکے کیا کروں میں
درحالت وعظ و پند گوئی — ہر بات پہ زار زار روئی
اے عاشق بیقرار لیلی — تو ہے مجھے یادگار لیلی
دلپر اک سنگ صبر رکھلے — مرنے سے تو بیشتر نہ جی دے
جو زیست میں مرگ سے بتر ہو — کیوں اسکا ارادہ مرگ کیا ہو
وحشی پس و پیش اسکے پویان — اور یہ غزل فراق گویان
یا بلبل باغ قدس ہے تو — یا طوطی جنت آشیاں ہے تو
کچھ تجھکو ہے خبر کہ تجھ بن — مجنون غریب نیمجان ہے
اس زار و نحیف و ناتوان پر — اب سایہ بید بھی گران ہے
ہر روز سے رات سے بتر تھا — ہر شب فرکان سے جگر تھا
وہ تو گل باغ جان کہان ہے — وہ بلبل بوستان کہان ہے

مادر نے سنی تھی جو حسیت — کی اس سے بیان وہ سب حکایت
پھر کہنے لگی سنے ہے مجنون — ہوں بر سر راہ میں جگر خون
رہ پیش نظر کہ تا جیو میں — اس چاک جگر کو تک سیون میں
تا میری بقید زندگانی — ہو جاوے بسر یہ ناتوانی
مجنون یہ فسانہ سنکے بھر آہ — آیا پھر جانب چراگاہ
اے ماہ عرب تو اب کہان ہے — کیون پردہ خاک میں نہان ہے
افسوس کہ تیری جستجو میں — ناقہ ترا ہر طرف دوان ہے
اب مشت غبار اسکا ہر سو — آوارہ دشت امتحان ہے
یون منگئی صورت محبت — اب جسکا نہ نام اور نشان ہے
کہتا تھا کہ اے فلک صد افسوس — امید ہر ہے وہ مرا رشک طاؤس
ہوتا تھا اُسی کا سنگ تربت — آتی تھی مجھی پہ کیا قیامت

القصہ بحال زار تھا وہ — چندے یونہیں بیقرار تھا وہ

وفات یافتن مجنون بغم لیلی معہ وحشیان ہمراہ خود



انشا کن ذکر مرگ مجنون
رخسار و نبہ گرد پاس اُسکے
چاہت کا جو خون بجوش آیا
تھا ضعف سے مائل خمیدن
چون تربت دوست سر آورد
لیلی کے لئے موا یہ ناکام
اک روز کسی نے سنگ پیرا
معلوم کیا کہ یہ جو وحشی
مجنون ہے پہاے قبر مردہ
جب سب پہ ہوئی یہ بات ظاہر
تا آنکہ ہوا وہ خستہ مدفون
خاموش ہوس زبانکو بند کر
بہونچا ہے سخن جو انتہا یان
جبتک ہے ہر اک کا کام باقی

یہ واقعہ یون کرے ہے موزون
وحشی کئی آس پاس اُسکے
وہ گمشدہ تک بہوش آیا
آنکھونکا نہ تھا نشاط دیدن
اید دست بگفت جان برآورد
مجنون کے لئے ہوئے دد و دام
اک وحشی کو پھینک کر جو مارا
بیٹھے ہین بگرد قبر لیلی
یہ غم مین ہین اسکے جان فرسا
تھے دفن و کفن کے وہ جو ماہر
لیلی کے قرین بحال محزون
اے خستہ حدیث عشق تا چند
یہ قصہ ہے یادگار دوران
تیرا بھی رہیگا نام باقی

یعنی اکدن وہ خستہ و زار
بکھرے ہوے سر کے بال درہم
روضہ مین ہوا وہ خستہ داخل
سر پاؤن پہ یار مردہ کے دھر
حیران نشستہ وان ہین وحوش
جبتک رہے گرد قبر وحشی
سوراخ ہوا تن اسکا فی الحال
قالب مین اب ان کے دم نہین ہے
کچھ تاب و توان نہین انھومین
آئے اے سوختہ تہ خاک
کچھ دور نہین جو وہ جگر چاک
یہ قصہ لکھا جو تو نے موزون
مطلوب ہمہ سخنوران ہے
بس ہاتھ سے رکھدے اب قلم کو

پھرتا تھا میان دشت و کہسار
رخسارہ و نبہ اشک شکل ماتم
قد اسکا بسان مہر و مائل
سجدہ ہی مین وہ گیا وہ لاغر
وحشی تھے رہے بحالت خویش
آیا نہ پے طواف کوئی
یعنی کہ گل گئی تھی وہ کھال
مجنون کا فراق کم نہین ہے
ظاہر ہے کہ جان نہین انھمین نہین
اس خاک نے خود جگر کیا چاک
ہمخواب ہوے ہین وہ تہ خاک
ہر حرف پہ اسکے دل ہوا خون
کیا شستہ و رفتہ یہ زبان ہے
لے تھام ذرا عنان دم کو



بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے تو حمد خالق ارض و سما لکھون
بعد اسکے پھر مین نعت شہ انبیا لکھون
گر عمر بھر مین اسکو لکھون تو بھی کیا لکھون
بے انتہا ہے وہ تو غرض تا بکجا لکھون

لازم ہے یہیں طبع کو عجز انا لکھوں	کچھ وصف حسن کا لکھوں کچھ عشق کا لکھوں	کچھ ناز کچھ نیاز لکھوں کر سا لکھوں	ہے جیسین لیلی مجنوں کا کچھ ماجرا لکھوں
	سچ پوچھیے تو دونوں عجب کام کر گئے	معشوقی عاشقی میں عرض نام کر گئے	
پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر چومے تھا باپ قیس کے ہر لحظہ چشم و سر	ماں باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر رکھتے تھے ہاتھوں ہاتھ اسے گرچہ بخطر	کہنے کو لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکر ملن بھی لٹے بے بھر تھی اسے اپنے دوش پر	اک دھوم مچ رہی تھی جو اسکی ادھر ادھر فرزند کی خوشی میں لٹاتی تھی سیم و زر
	لیکن وہ ماں کی گود میں آکر نہ سوتا تھا	ہر وقت گریہ کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا	
اور تھپک تھپک کے سلاتی تھی کرکے پیار رہتا تھا اک فقیر کوئی واں بزرگوار	پھرتا تھا باپ فال دکھاتا بہ چشم زار جبدم وہ حال اسپہ کیا جاکے آشکار	تعویذ ڈالتا تھا گلے بیچ بے شمار سنتے ہی اسنے آہ کی اور ہوکے اشکبار	لیکن اسے قرار نہ آتا تھا زینہار مجنوں کے باپ سے یہ کہا اک گھڑی پکار
	دکھ پانیوالے لڑکے جو دنیا میں آتے ہیں	مجنوں سب انکے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں	
لڑکا ترا یہ عاشق سرشار ہوئیگا ناز و ادا کا دل سے خریدار ہوئیگا	محفل میں عاشقوں کے نمودار ہوئیگا دیدار خوبرو کا طلبگار ہوئیگا	زلفوں میں نازنیں کے گرفتار ہوئیگا رمزوں سے عاشقی کے خبردار ہوئیگا	چشم کرشمہ ساز کا بیمار ہوئیگا رسوائے شہر و کوچہ و بازار ہوئیگا
	تدبیر یہ نہ روئیگی اسکے کیا کرو	تم گلرخوں کی گود میں اسکو دیا کرو	
مجنوں کا باپ سنتے ہی گھر کی طرف پھرا ماں باپ کا دل اسکے تئیں دیکھ خوش ہوا	آیا تو گلرخوں کی اسے گود میں دیا بارے اسیطرح سے ہوا جب وہ کچھ بڑا	جب ان پری رخوں نے اسے پیار کم کیا مکتب میں اسکے باپ نے لاکر بٹھا دیا	تھا وہ جو رونا دھونا سو موقوف ہو گیا اک قاعدہ بھی سامنے اس طفل کے رکھا
	مکتب کو دیکھ قیس نے ہوش اپنا کھو دیا	دیکھا جو قاعدہ کو بھی یارو تو رو دیا	
استاد ایسے بیٹھے کہ پوچھیں وہ عشق کو معنی جو پوچھیں تو کہیں صبر و قرار کھو	آوے سخن میں انکے مے عاشقی کی بو تقریر یہ پوچھیں تو یہ کہیں انکے روبرو	جو کچھ پڑھے تو یوں کہیں غم کے گھر بھرو دل دیکے خوبرو کی محبت میں غم برو	تختی جو لکھے تو بولیں سے آنسوؤں سے دھو باعث جو عشق کے تھے وہ حاضر تھے دو بدو
	چاہت کی پاکبازی کا ہر دم رواج تھا	لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا	
سکے سوائے اور یہ جادو بھرا انکا ہر پرے پڑتے تھے مشتاق دیکھکر	لڑکے وہ آمیں بیٹھے تھے ایسے وہ گلعذار انکے سوا ایک اور قیامت تھی آشکار	صورتوں کو جنکی دیکھ کے بلبل ہو بیقرار ہوا میں لڑکیاں بھی کئی تھیں بنا سنگار	اندر تھا قافلوں کا وہ مجمع تمام شعار جادو یہ جادو جب ہوا آنکر دوچار
	دیوانگی کے پڑھنے لگا دیوان ہو گیا	مکتب وہ اسکے حق میں گلستان ہو گیا	
ناز و ادا و ناز کا دیکھا جو اہتمام	ان لڑکیوں میں ایک جو لڑکی تھی خوش خرام	تھی شرمگیں وہ نازنین لیلی تھا اسکا نام	زلف اس صنم کی ہو گئی مجنوں کے دل کی دام

بن دام اسنے کرلیا مجنونکے تئین غلام	اسکے بھی دلمین الفت مجنونکا ازدحام	ایسا ہوا کہ بڑھنے لگا جمین صبح و شام	جاہت کے مے کے پی کے آپسمین بھر جا
	تقریر سے جو چاہ کا روشن قلم ہوا	دونو دلونپہ حرف محبت رقم ہوا	
یہ چاہتا تھا اسکو اسے وہ بھاتی تھی ظاہر مین تو ہر ایک سے چاہت چھپاتی تھی	چاہت جسے یہ جتاتا تھا وہ بھی جتاتی تھی لیکن وہ دل ہی دلمین محبت بڑھاتی تھی	سر کو نگہ سے نہ ہرگز لڑاتی تھی مکتب سے جب وہ نازنین گھر کو جاتی تھی	پر نیچی نیچی نظروں سے کچھ مسکراتی تھی مجنونکے دلپہ تب تو قیامت سی آتی تھی
	ہوتا ہجوم جسمین جو تھا اضطراب کا	اک اک ورق بکھرتا تھا دل کی کتاب کا	
تختی کو لیکے جب وہ قلم کو اٹھاتا تھا لکھنے مین میم کی جو قلم کو ہلاتا تھا	مشق الف مین آہ کی ندین بڑھاتا تھا نقش دہن صنم کا اسے یاد آتا تھا	بے کی کشش مین طول طپش کو جتاتا تھا جس وقت عین لکھنے مین دل کو لگاتا تھا	نقطہ کی جا قطرہ آنسو بہاتا تھا دیکھا اسکو چشم یار تصور مین لاتا تھا
	تختی وہ کیا تھی دفتر رنج و ملال تھا	لکھنے کی بات پوچھو تو اسکا یہ حال تھا	
جاتی تھی جب وہ گھر مین تو یہ تھا خیال کہتی تھی آنکھ مین چبھ گیا ہے پلک کا بال	مکتب مین جانیکا تھا دمبدم خیال ہوتا ہے اس سبب سے مرے اشکو نکا اتصال	ہوتی تھین جھکے سے رونے آنکھین جب اسکی لال مجنونسے ملنے کا جو اسے شوق تھا کمال	جو یہ چھپا تھا اسے کوئی جو جتا اک دم کے دور رہنے مین ندہ تا تھا جی
	جاتے ہی جلد پھر اسی عنوان آتی تھی	مجنونکے تن مین دیکھکے پھر جان آتی تھی	
کہتے دونون تو دو زبانی ہمرازیان ہوئین نہ افترا ہوا نہ دراندازیان ہوئین	الفت کے تازہ تازہ تر اندازیان ہوئین شوق درو دل کی آئینہ پردازیان ہوئین	چاہت کی ہر کسی سے نہان بازیان ہوئین چھپ چھپ کے ہمدگر کی نظر بازیان ہوئین	ہرگز نہ اتہام نہ غمازیان ہوئین یکتا دلی مین طبع کی انبازیان ہوئین
	مکتب کے بیچ گل کی طرح سے کھلے رہے	نازو نیاز کیا ہی کھلے اور ملے رہے	
اس گلبدنکے دلمین چھپا ہجر کا جو داغ اکجی ہی دم مین دیکھینگے پھر وصل کی بہار	مکتب مین جاتی وہ جو ہوتا کچھ اختیار پھرتا کبھی یہ کہتا وہ گھبرا کے بیشمار	مجنونکو تھا جو لیلی کے آنے کا انتظار آگے تو آتی دیر نہ لگتی تھی یہ نہار	کہتا تھا آئی ہوگی وہ محبوب گلعذ ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا ق
	کثرت سے طبع پر جو چڑھی دل کی چاہ تھی	در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی	
جب شام تک نہ آئی وہ مجنونکی مہ جبین بیکل تمام رات رہا خستہ و حزین	چھپ چھپ کے سب سے روتا رہا گھر مین نازنین اشکو نسے آنکھین اسکی بھری صبح تک رہین	ہم پر کبھی کبھی یاد رہے ہمگین جو ہجر نے دکھائین جفائین وہ سب ہین	بیتابی جب تو ایسی ہوئی قیس کے کہتا رہا یہ لیکے کہ اے دل یہ بیقر
	لیلی کا میرے پاس جو آنا نہ ہوئیگا	تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہوئیگا	
مجنونکے دلپہ جب ستمگاریان ہوئین	فرقت کی درد و غم کی گرفتاریان ہوئین	ہر آن بے بسی کی مددگاریان ہوئین	ہر دم ادھر ادھر کی دل آزار

اُٹھنے کی نہ تاب و نام کی تیاریان ہوئین	ہجر انکی لحظہ لحظہ جفا کاریان ہوئین	تھی کہ اسکو ملنے کی دشواریان ہوئین	اتنی ہی اس صنم کو بھی بیماریان ہوئین
	جیسا کہ اسکے دلکو نہین رنج و تاب تھا	ویسا ہی نازنین کو نہین اضطراب تھا	
کہتے دونون تھے قیس ابھی دل سنبھالتا لیلی کا جب گذر نہ ادھر مطلقا ہوا	ہر لحظہ درد و رنج رہا انتظار کا پھر تو گھر اپنا بھی اسے لگنے لگا برا	جو فکر وصل ہوتی ہے تھا یہ نہین بجا ماں باپ سے بھی رہنے لگا ہر گھڑی خفا	اس بیقرار دل نے بھی کھویا تب [illegible] سمجھاتے تھے جو اسکو نہین سنتا تھا ذرا
	آنکھون سے آنسو بہتے تھے دن رات [illegible] تھا	ہرگز کسیکی بات پہ دھرتا نہ گوش تھا	
گھبرا کے تھا کبھی جو سر بام بیٹھتا کیون مجھسے روٹھ بیٹھی ہے خاطر مین ہو خفا	کہتا ہوا کے اے گھڑی لیلی کے پاس جا اے نازنین بتا ہوئی تقصیر مجھسے کیا	دیکھو مری طرف ذرا اے شوخ دلربا یہ دم ہے ایکبار تو میرے گلے لگ آ	تیغ نگہ سے تو نے تو بسمل مجھے کیا آ اگر کسی بہانے سے پھر منہ مجھے دکھا
	پہرون تلک یہ حال ہوا کو سناتا تھا	باتین ایسی کہتا تھا اور روتا تھا	
جاتا کبھی چمن مین تو ہوتا وہان یہ حال نرگس سے چشم لیلی کو دیتا کبھی مثال	بلبل کو وصل گل مین تھا دیکھتا نہال سنبل سے یاد آتے تھے لیلی کے اسکو بال	[illegible] دیکھنے کا لیلی کے تھا باندھتا خیال ہر سرو کو سمجھ قد لیلی خوشجمال	رو رو کے آنکھین کہتا تھا اے گلبدن مرے لال ہر دم گلے لگاتا تھا [illegible]
	دل تنگ تھی فراق چمن غنچہ سے تنگ تھا	گھبرا کے ہر طرح وہ بھی چمن سے تنگ تھا	
چھٹی جو ملتی اور تو سب لڑکیان تو جا کے دیکھون مجنون کو مکتب کے درمیان	ہنستے اچھلتے کودتے کرتے بازیان مجنون بھی ہر بہانے سے [illegible] شام سے	لیلی کے آنسو ہوتے تھے رخسار پر روان جاتا تھا دیکھنے اسے روز وہ کہ ستان	کہتی تھی رات [illegible] جب آتی رات گھر مین تو [illegible]
	لیلی کی یاد دلکو جو ہر دم ستاتی تھی	آنکھون مین اسکو نیند سحر تک نہ آتی تھی	
ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب مین آتا تھا ملنے کا اشتیاق ہر اک دم ستاتا تھا	لیلی کو پہلے آنے سے اپنے وہ پاتا تھا دلکی طلب کو اپنی نگہ سے جتاتا تھا	اس غنچہ لب کے منہ پہ نگہ جب ملاتا تھا جب حرف شوق لیلی کے لب پر آتا تھا	گل کی طرح سے دل مین پھولا سماتا تھا اس نازنین کی جان پہ قربان جاتا تھا
	کہتا تھا مین غلام ترا اے تمیز ہون	کہتی تھی سنکے وہ بھی مین تیری کنیز ہون	
پھر گھر مین اپنے جاتی جو عنبر دلربا چومے تھی اس نشانی کو سب سے چھپا چھپا	مجنون کچھ اس صنم سے نشانی تھا مانگتا مجنون بھی ہر گھڑی سے آنکھون پہ رکھتا تھا	دیتی وہ کچھ تو مجنون سے کہتی تو بھی لا رہتے تمام رات [illegible]	مجنون بھی دیتا اسکو [illegible] [illegible]
	مکتب مین پھر تو آنیکی تاکید ہوتی تھی	دونونکو [illegible] عید ہوتی تھی	
جبتک یہ خرد سال تھے چاہت تھی نہاں کی	سیانے ہوئے تو تار [illegible] کچھ کھلا	لوگون مین چرچے ہونے لگے ہر گھڑی	جا پہنچی گل کی بو [illegible] بھی

جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی	پھر تو وہ پھیلی ایسی کہ ہر ایک گلی گلی	کچھ بن نہ آیا جب تو ہوئی انکو بے بسی	چھپتی نہیں کبھی جو چاہ تو ہرگز چھپ سکی
	آسان نہیں ہے رشتۂ الفت کو توڑنا	مشکل ہے ہاں بچپن کی محبت کو توڑنا	
پہونچی یہ بات خانۂ لیلیٰ میں جس گھڑی کچھ فکر کیا نہ ماں نے نہ باپ نے کچھ ان سے ہو سکی	ماں باپ کے دلوں میں تو غم کی گھٹا گھری ہیبت دکھائی اور تنبیہ بھی کی بڑی	لیلیٰ جب اپنے رو برو آکر ہوئی کھڑی تدبیر اور اسکے سوا کچھ نہ بن پڑی	دونوں کی طرح کثرت تنبیہ پڑا دی مکتب سے اسکو منع کیا مار کر چھڑی
	مجبور کر دیا دہن فرحت کے ساتھ سے	تختی کتاب چھین لی لیلیٰ کے ہاتھ سے	
سب بن ہو م گھر میں بیٹھ رہی جبکہ دو صنم لیلیٰ کی یاد کرتی تھی مجنون پہ ستم	ہوش و حواس کہہ گئے خاطر سے سکی رم تختی کہیں پٹی تھی پڑے تھے کہیں قلم	مجنون کی یاد صفحہ دلبر جو تھی رقم لیلیٰ کی شکل اسکے تھی آنکھوں میں مرتسم	مجنون بھی ان کہتی تھی دل میں بدرد غم وان ایک پل قرار نہ یان چین ایکدم
	دونوں کے دلبر جو بیتابی پیہم تھی	وان مجنون مجنون ہو رہا تھا یان لیلیٰ لیلیٰ تھی	
لاتا تھا باپ کھینچ کر اسکو گھڑی گھڑی تدبیر اور جنون کی جو ہوتی ہے وہ بھی کی	چین اسکے دل کو گھر میں نہ آتا تھا اک گھڑی آخر گھر اپنا چھوڑ کے وادی کی راہ لی	لاچار اسکے پاؤں میں زنجیر ڈالدی کہتا تھا باپ جا کے جو اس کو کبھی کبھی	زنجیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی بیٹا میں تیرا باپ ہوں مجھسے اکڑ گئی
	کہتا تھا وہ کے میں تو تجھے جانتا نہیں	لیلیٰ سوا کسیکو میں پہچانتا نہیں	
آتا تھا دیکھنے کو جو لیلیٰ کو کبھی لیلیٰ کو اسکے آنے سے ہوتی جو آگہی	تھا جو متا بہانے سے چوکھٹ پہ ہر گھڑی پھرتی ادھر ادھر وہ تھی دربام ڈھونڈتی	کھڑکی کو دیکھتا تھا کہ ہے بند یا کھلی مادر پدر کے خوف سے تھی گرچہ بے بسی	کرتا نگاہ تھا کبھی جالی پہ ہر گھڑی تو بھی ہر اک طرح سے وہ صورت دکھاتی تھی
	کچھ کہنے پاتی کیونکہ حذر ہوش کھوتا تھا	یا بٹ لے انکے وان سے رو دینا ہوتا تھا	
جاتی تھی سیر باغ کو ہر دم وہ دلربا سنتے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ مبتلا	مجنون کے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا لیلیٰ بھی اسکی سنتی تھی جب شور کی صدا	دیدار کے لئے وہ بہانہ تھا باغ کا محمل کے پردے دیکھ وہ دیتی تھی پھر اٹھا	لڑکے جب آکے مجنون کو دیتے تھے ستا جلدی سے اسکو دیتی تھی منہ کو نظر دکھا
	دونوں طرف سے شوق جو تشنہ جو ہوتا تھا	وان دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا	
مجنون کا تو ملک لیا حال تھا سر کی خبر نہ اپنی سے تھی نہ ہوش تھا	آیا کبھی تو پھر نہ اسکو نہ دان دیا لیلیٰ ہی لیلیٰ اسکی زبان پر تھی جا بجا	گر بنگیا بہانہ تو منہ کو تک لیا رہتا تھا رات دن غم فرقت میں وہ پھنسا	ورنہ وہ پھر ادھر ادھر میں جا پڑا جس کا بیان میں دکھوں اسکے اور کیا
	عاشق جو ہو اسکے جی جیتے دیوانہ میں ہو	لیلیٰ کی جو کمر تھی سو اسکا بدن ہوا	
مانا نہ جب کسی نے پیدا کی بھی نہ تھی	مشاطہ ایک خانۂ لیلیٰ میں بھیجدی	مادر پدر نے لیلیٰ کے بات اس سے یہ کہی	لڑکے کی انکے تو ہے جنون سے لگن لگی

سنتے ہیں تو رہتا ہے وحشی سا بکھری	مشاطہ جب سنکے اُدھر اُدھر پھری	اسنے کہا تو یاں سے بھی کہیں جا ٹھہری	تب ٹھہرے کہتے جو ہیں سکو دوانگی
	کچھ خوف مت کرو اسے ہردم پکھلو	یا ورنہ پھر تو اپنی تم آنکھوں سے دیکھلو	
کہکر یہ قیس کو وہ ارادہ جتا دیا	زریں لباس اسکے بدن میں پنھا دیا	زلفیں سنوار آنکھوں میں سرمہ لگا دیا	دستار زر فشاں کو بسر جھلکا دیا
ٹیکا سہرا اوسکی کمر میں بندھا دیا	برد یمنی دوش کے اوپر اوڑھا دیا	رومال کنے ریکا بھی ہاتھوں میں لا دیا	بوٹے سے جڑ دنکو سوا اسے دلہن بنا دیا
	جتنے بزرگ تھے اسے سب نکلے واں گئے	ملکر جو بیٹھے یہ بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوئے	
کہتے ہیں قیس کو میں صاحب جمال تھا	پوشاک جب پہنی تو حسن اور بھی بڑھا	واں جسنے دیکھا اسکے نہت جی کو خوش لگا	تھی بیاں میں بھی کہیں یہ خوب جابجا
کہتی تھیں یہ تو ڈھنگ ادا نہایت خوش	دیوانگی کا اسکی عبث شور تھا مچا	بیٹھے تھے انکے پاس جو لیلی کے اقربا	لڑکے کا حسن سبکی نگاہوں میں تھا بھا
	سب دلمیں اپنے تخم محبت کے بوتے تھے	الفت کی باتیں کرتے تھے اور مہرباں ہوتے تھے	
کہتے ہیں ایک سگ کہ جسے لیلی نے پالا تھا	ناگاہ جب وہ قیس کو بیجا نظر پڑا	مجنوں نے سر کو پاؤں پہ اس سگ کے رکھ دیا	کر پیار اسکو اپنے گلے سے لگا لیا
رومال وہ زری کا اسکو اوڑھا دیا	گود میں اپنی پیار سے جلدی اٹھا لیا	ہاتھ اپنا اسکے سر پہ کبھی پیٹھ پر رکھا	بے اختیار ہو کے اسے جب یہ کہا
	تو جسکے پاس ہے مجھے اس سے جدائی ہے	قسمت نے تیری شکل نظر مجکو آئی ہے	
اس سگ کو دیکھ قیس کا جب ہو گیا یہ حال	جو ہاتھ پاؤں نیچے دیے گردن میں اسکے ڈال	سب تھیں یہ دیکھکے حیرت ہوئی کمال	تھے جیسے خوش وہ دیکھکے واں قیس کا یہ حال
ویسا ہی انکے دلکو ہوا رنج اور ملال	آپس میں جب تو کرنے لگے سب قیل و قال	جو ہوش میں ہو اس سے تو یہ امر محال	ہوتی مگر ہے ایسی دیوانوں کی چال بھی
	یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے	جتنے گئے تھے ساتھ وہ لاچار ہو گئے	
ماں باپ کے بھی دلکو ادھر لگ رہی تھی	یعنی پسند ہو گئی تھیں طرز قیس کی	اتنے میں آئے پھر کے ادھر جو وہ سبھی	جو واردات گزری تھی آکے وہ سب کہی
اور یوں کہا بہت ہمیں شرمندگی ہوئی	اس سے جو ہم بچاتے تو بہتر وہ بات تھی	خاطر میں پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی	شرم و حیا و صبر جب اسنے دلی
	پھر تو ہمیشہ کوچہ لیلی میں جاتا تھا	بیتابیاں جتاتا تھا اور غل مچاتا تھا	
کہتا تھا دمبدم مری دلدار لیلی ہے	اس خستہ دلکی مونس و غمخوار لیلی ہے	محفل میں دلبروں کی نمودار لیلی ہے	خوبی و دلبری میں [illegible]
ناز و ادا کی گرمی بازار لیلی ہے	خوبان نازنین میں فخر نگار لیلی ہے	محبوب گلرخوں میں فادار لیلی ہے	مجنوں کی عاشقی کے سزاوار لیلی ہے
	لیلی ہی کی ادا پہ مرا دل نثار ہے	لیلی ہی کی ادا مرے سینہ کے پار ہے	
آخر یہ قیس کی ہوئی حالت جسے اسکا	کر ڈالا غم سے اپنے گریباں کو تار تار	گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بیقرار	لیلی کے در پہ [illegible]

وہ جب بھی جب چھا دیا اسکو بجان زار	گلیون مین جب تب پھر نیلگا ہو وہ فگار	ردکو نکا تھا ہجوم لگا ساتھ بیشمار	آنکھین بھی سرخ نالونکا شور بار بار
	کثرت مین عشق تھا جو چمن کی بہار کا	اک جوش تھا جنون کی جمنکی بہار کا	
لیلی بھی اسکی چاہ مین بے اختیار تھی ہٹ کر نہین وہ تو انکو ستاتی تھی ہر گھڑی	منھ کو لپیٹے رہتی تھی مسند پہ پڑی زنہار کسیکے پاس آیا کرد توبی	ملنے کو اسکے آتی تھین جب لڑکیان کئی آنکھون مین اشک آہ و لب اداس تھی	وہ غمزدہ کسی سے بھی ہرگز نہ بولتی صحبت کسیکی اب مجھے لگتی نہین بھلی
	مجنون کو دیکھنے کی تمنا مدام تھی	لیکن سحر سے شام تلک اسکا ہی نام تھی	
اس سے یہ چاہ پوشیدہ نرہی ستیا روتی تھی انکی چہرہ زرد نشان	جو اسپہ گذرا حال وہ سبپر ہوا عیان آنکھون سے اسکے اشک بھی بہتے تھے	گر اسکے ایک پھانس لگی تنکے درمیان جو اسکی کل تن تھی ہی اسکی کل زبان	اسکے جگر سے اٹھنے لگا نالہ و فغان الفت کا انکی آہ مین کیا کیا کرد بیان
	جا ہے جسے کل کچھ اسطرح تمین بہا گئے	جو دل بھی نکے مل گئے اور تن بھی لگ گئے	
سچ پوچھئے تو دیکھئے چاہت بھی کیا مزا جو اسکے پاؤن سے چبھا آبلہ پڑا	جو فرق کی نہ عاشق و معشوق مین رہا گھر بیٹھے اسکے پاؤن مین کانٹا چبھ گیا	ایک جگہ دونی تھے دونون ملا مجنون کے دیدہ مین لیلی گئی سما	جو اسپہ ہو گیا وہی اسپر گذر گیا لیلی کے بند مین مجنون ہی بھر گیا
	چاہت کے ان سے بہت کام نیک ہو گئے	دو نومین کچھ دوئی نہ رہی ایک ہو گئے	
اسکا عمل جو رہا یہ دو یار درمیان لیلی نے ایک روز دکھلائی تھی فصد وان	پنہان غرض نہ تھا یہ مشہور در جہان دار مین گیا رگ مجنون سے خون نشان	یہ امر عشق ہے ایسا جانتے ہین عاشقان حیرت ہوئی ہر ایک کو جب ہوا عیان	عشاق کے یہ لیے نہین مطلقا نہان حیرت نہین یہ چاہ کی ہین پختہ کاریان
	جب عشق کی ہین چاہ کا ہوتا کمال ہے	دل انکا تا بہ عمر تو دونو ایسا ہی حال ہے	
قصہ یہ تو لیلی مجنونکا ہے دوستو بڑا سچ پوچھو تو زمانہ کا ہے اعتبار کیا	تھوڑا سا اس کتاب مین بھی ہے ہے راحت تمام بہار رنج خزان لگا	اتنے سخن مین طبع کو رکھتا تھا کیا بسا لیلی جو اٹھ گئی وہین مجنون بھی چل بسا	کچھ بیٹھے بیٹھے جمین سے مر یہ بھی آ گیا آگے نظیر اسکا بیان اگرچہ نہین کیا
	کاغذ مین نام انکا باقی قائم رہ گیا	آخر کو دونون جاتے رہے نام رہ گیا	

باہتمام خاکسار بابو لال ملازم مطبع بار اول ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء
نامی پریس لکھنؤ مین چھپا

